REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/.

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

شمارہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ

سالانہ ۳۵ روپیہ

ششماہی ۲۰ روپیہ

ممالک غیر

بذریعہ بحری ڈاک ۱۴۰ روپیہ

فی پرچہ ۸۰ پیسہ

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

2628. Zaheeruddin Khan Sahib,
Major A. M. C.
Army Hospital,
Dept. of Opthalmology,
DELHI CANTT - 110010.

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران لندن سے بذریعہ ڈاک موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ اور دن رات جماعتی دینیہ کے سرکرنے میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

● مقامی طور پر تمام درویشان کرام و احباب بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

۲۱ جمادی الاوّل ۱۴۰۷ھ | ۲۲ صلح ۱۳۶۶ ہش | ۲۲ جنوری ۱۹۸۷ء

جلنگھم (برطانیہ) میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک ہی سٹیج سے مختلف مذاہب کے نمائندگان کی دلچسپ تقاریر

رپورٹ ایشین ٹائمز لندن ۔ انگریزی سے ترجمہ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے قادیان

جماعت احمدیہ نے مورخہ ۲۳ نومبر کو جلنگھم کینٹ کے آپ بری مانر (UPBURY MANOR) سکول میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ اس اجتماع کی غرض یہ تھی کہ حضرت بانیٔ اسلام کی زندگی کے سبق آموز حالات، واقعات اور آپؐ کی تعلیم سے دنیا کو متعارف کرایا جائے۔ اور اس ذکر کو تازہ کیا جائے کہ دیگر مذاہب پر عمومی اعتبار سے آنحضور صلعم کی سیرت۔ تعلیمات مقدسہ کے کیا اثرات مترتب ہوئے۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر ڈاکٹر ڈورنٹ کی تھی جو میڈوے اور میڈسٹون میں بدھ مذہب کے نمائندہ ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت بدھ اور آنحضرت صلعم کی قریبی مشابہت کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول کراتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اس وقت دنیا کو ان ہر دو مذاہب کے بزرگوں کے عملی نمونہ کو اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا میں صلح اور امن کا قیام ممکن ہو سکے۔

بشپ چارلس ہنڈرسن آف ساؤتھ وارک نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا سے جہالت اور باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مختلف مذاہب کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تا ایک دوسرے سے قریب ہو کر مخالفت کی اس فضا کو جو محض ناعلمی کے باعث پیدا ہو رہی ہے دور کیا جا سکے۔

اس کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے اپنے خطاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ آپؐ ہی انسانیت کے سب سے بڑے محسن تھے۔ آپؐ کا پیغام دنیا کی تمام اقوام کے لئے تھا۔ اور آپؐ نے انسانی اقدار کو باہمی محبت۔ اخوت اور عزت کے اصولوں پر قائم فرمایا۔ آپؐ نے مذہبی رواداری کی تعلیم دی۔ دیگر تمام مذاہب اور مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنا سکھایا جس پر عمل کرنے سے تمام دنیا میں محبت اور امن کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

ہندو مذہب کے نمائندہ سوامی نول جی نے اپنی تقریر میں حاضرین کو آنحضرتؐ کی زندگی کے واقعات پر غور کرنے کی دعوت دی۔ اور ان سے روشنی حاصل کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے بالخصوص ان تکالیف و مصائب کی طرف اشارہ کیا جو بانیٔ اسلام کو حق کا پیغام پہنچانے کے لئے پیش آئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ اپنے دلوں سے تمام بُرے خیالات اور رجحانات مٹا کر یہ کوشش کریں کہ دنیا میں امن اور رواداری کی فضا پیدا ہو سکے۔

اجلاس کے آخر پر مسٹر وینے (WAYNE) جو کیتھم میں یہودی عبادت گاہ کے صدر ہیں نے اپنی تقریر میں اسلام اور یہودی مذہب

کے ... [illegible] ... سامنے ... [illegible] ... یہودی قوم دہاں سے بھاگ ... [illegible] ... حضرت محمد صاحب نے ان کو ... دینے کی پیشکش کی تھی۔ انہوں نے مزید کہا کہ دنیا کو ایک بہتر ... روشن جگہ بنانے کے لئے ... اپنی زندگیوں کو انبیاء کی تعلیمات کے مطابق بنائیں جیسے کہ پیغمبر اسلامؐ نے تعلیم دی۔

(ایشین ٹائمز لندن مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء)

ارشادِ نبویؐ

جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا وَ بُغْضِ مَنْ اَسَآءَ اِلَیْھَا۔

ترجمہ

بنائے گئے ہیں دل (اس شخص کی) محبت پر جو احسان کرے اس سے اور اس شخص کی دشمنی پر جو بُرائی کرے اس سے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساڑی مارٹ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

... [illegible] ...

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ صلح ۱۳۶۶ ہش

ہم اور ہمارا جمہوری آئین

تاریخ کے مضمون میں دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ ہمارے یوم جمہوریت یعنی ۲۶ جنوری کے عظیم تاریخی دن کو جدوجہدِ آزادی کی طویل قومی مُہم میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ جسے نصف صدی سے کچھ زائد مسافت طے کر چکنے کے باوجود نگاہوں سے اوجھل نہیں کیا جاسکتا۔

برطانوی استعمار کی ذلّت آمیز غلامی سے وطنِ عزیز کو ہنوز آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو متحدہ پنجاب کے مشہور تاریخی شہر لاہور میں دریائے راوی کے کنارے ایک عظیم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں انڈین نیشنل کانگرس کی طرف سے "مکمل آزادی" کے حصول کو اپنا نصب العین بنانے کا انقلابی اعلان کئے جانے کے علاوہ یہ قرارداد بھی منظور کی گئی کہ ہندوستان کے محنت کش غریب عوام جب تک حصولِ آزادی کے اس عظیم مقصد میں کامیابی کی منزل سے ہمکنار نہیں ہو جاتے تب تک ہر سال ۲۶ جنوری کو "یوم آزادی" کے طور پر منایا جائے گا۔ اور اس دن ہندوستان کے ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں اس عہد کی تجدید کی جائے گی کہ ہم "مکمل آزادی" کے مقررہ ٹارگٹ سے کم تر کسی بھی دوسرے درجہ پر ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ چنانچہ اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء سے ہر جگہ اس پر اسی رنگ میں عملدرآمد شروع ہو گیا۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو جب سرفروشانِ وطن کی یہ طویل جدوجہد تاریخ کے ایک اہم اور فیصلہ کُن موڑ پر پہنچی اور ہمارا پیارا وطن غلامی کی زنجیروں سے بکلّی آزاد ہو گیا تو آزاد بھارت کی پہلی آزاد قومی حکومت نے سب سے پہلے یہ دانشمندانہ قدم اُٹھایا کہ نئے حالات اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر وطنِ عزیز کے لئے مستقل نوعیت کا ایک ایسا آئین مرتب کیا جائے جو بین الاقوامی سطح پر اس کے وقار اور ترقی کا ضامن ہو۔ چنانچہ اس مقصد سے ڈاکٹر راجندر پرشاد کی صدارت میں ایک آئین ساز اسمبلی تشکیل کی گئی جس میں ملک کے ہر خطہ اور ہر طبقہ کے چوٹی کے دانشوروں کو شامل کیا گیا۔ اس اسمبلی نے مسلسل دو سال تک دُنیا کے تمام آزاد خصوصاً جمہوری ممالک کے قوانین کا بغور جائزہ لینے کے بعد گوناگوں صفات کا حامل ایک جامع آئین تیار کیا جو ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء کو ہندوستانی عوام کے نام پر منظور ہو کر باضابطہ طریق پر ملک کا متفقہ جمہوری آئین قرار پایا۔

دستورِ نو کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد قومی راہنماؤں کے سامنے جب یہ سوال آیا کہ اندرونِ ملک اس نئے آئین کا نفاذ کس تاریخ سے کیا جانا مناسب ہوگا تو گھوم پھر کر ان سب کی نظرِ انتخاب ماہِ جنوری کی اُسی ۲۶ تاریخ پر مرکوز ہوئی جو آزادیٔ ہند کی طویل قومی جدوجہد میں ایک اہم اور نمایاں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے آزاد بھارت کا خود اس کے اپنے ہی دانشوروں کے ہاتھوں تیار کردہ یہ نیا آئین نافذ العمل قرار دیا گیا جس کی رُو سے ملک میں غیر مذہبی جمہوری حکومت قائم کی گئی اور اندرونِ ملک ہر مذہب کو یکساں حیثیت عطا کی گئی۔ دستورِ ہند کے مطابق عوامی جمہوریہ ہند کے تمام باشندے بلا امتیاز مذہب و ملت ایک مشترک شہریت میں منسلک ہیں۔ ہر شہری کو اسٹیٹ سے متمتع ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ مذہب یا ذات پات یا کسی خاص علاقے یا ریاست میں پیدا ہونے کی بناء پر اسے شہریت کے کسی بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی قسم کی تفریق کی جاسکتی ہے۔

دستورِ ہند میں ملک کے ہر شہری کے لئے جو بنیادی حقوق طے کئے گئے ہیں ان میں،

(۱)۔ برابری کا حق۔ (۲)۔ شہری آزادی کا حق۔ (۳)۔ مذہبی آزادی کا حق۔
(۴)۔ تہذیبی اور تعلیمی حقوق (۵)۔ جائیداد کا حق ــــ اور ــــ (۶)۔ دستوری داد رسی کا حق

شامل ہیں۔ آئینِ ہند کی رُو سے ایسے تمام قوانین خواہ وہ ریاستی قانون ساز بنائیں یا مرکزی پارلیمنٹ، قطعاً ناجائز قرار پاتے ہیں جو دستورِ ہند میں طے کئے گئے ان بنیادی شہری حقوق سے متصادم ہوں یا ان میں سے کسی ایک کو بھی منسوخ کرتے ہوں۔ بنیادی حقوق کے منافی ایسے تمام قوانین کو ہندوستان کی کسی بھی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ شہری آزادی کے حق میں تحریر و تقریر کی آزادی، پُرامن طور پر جمع ہونے، انجمن یا جماعت بنانے یا اس میں شامل ہونے کا حق شامل ہے۔

انسانی معاشرہ میں حقوق اور فرائض کا ہمیشہ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ حقوق و مراعات کے پہلو بہ پہلو کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں جنہیں پورا کرنے کے نتیجہ میں ہی کوئی انسان معاشرے کے ان حقوق اور مراعات سے مستفیض ہونے کا اہل بنتا ہے۔ پس ہندوستان کا جمہوری آئین جہاں ہمیں بہت سے شہری حقوق اور مراعات عطا کرتا ہے وہاں اس کے تحت ہم پر بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ہندوستان کے شہری ہونے کے ناطے ہم اور ہمارا طرزِ عمل ملکی آئین کے تابع ہے۔ اس جہت سے ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے اس جمہوری آئین کے وفادار رہیں۔ اس کے تقاضوں کو سمجھیں اور ان پر کماحقہٗ عمل کریں۔ ہی کے ساتھ عالمی سطح پر ملک کے وقار کو بنائے رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ہندوستان کی تہذیب اور کلچر ہم سب کا مشترکہ ورثہ ہے۔ اس کے مسائل ہمارے مسائل اور اس کی کامیابیاں ہماری کامیابیاں ہیں۔ جب تک ہم سب مل کر ہندوستان کی ہمہ جہتی ترقی اور دُنیا میں اس کے وقار کے قیام کے لئے کوشاں نہیں ہوں گے، آزادی اور جمہوریت کا تصوّر ہمارے لئے بے معنی رہے گا ـــ!!

پس آج جبکہ تمام ہندوستانی قوم اپنی جمہوریت کی ۳۷ ویں سالگرہ منا رہی ہے۔ آئیے ہم سب مل کر وطنِ عزیز کے تئیں اپنی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن پُورا کرنے کا عہد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خورشید احمد انور)

دُعائے مغفرت

افسوس! خاکسار کے بہنوئی مکرم عبدالستار خان صاحب آف سورو (اڑیسہ) مورخہ ۸/۱۲ کو بوقت شام قریباً آٹھ بجے اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت احمدیہ سورو کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے نیز جماعت کے فعّال رکن تھے۔ مرکزی نمائندگان سے بیحد محبت تھی۔ اس کے علاوہ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے جس کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں ہر دلعزیز تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ سات کم سن بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت و بلندیٔ درجات اور تمام لواحقین کو صبرِ جمیل عطا ہونے کیلئے احبابِ جماعت دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سید صباح الدین انسپکٹر بیت المال آمد قادیان۔

یومِ جمہوریۂ ہند مبارک ہو!

کتنا پیارا سیکولر آئین ہندوستان ہے — کہتے ہیں اہلِ نظر جس کی تو عجب سی شان ہے
کانشنس آزاد ہے اس سیکولر آئین میں — یہ بڑی خوبی ہے اس کی یہ بڑا احسان ہے
دھرم پرچار اور اظہارِ عقائد بے خطر — سیکولر آئین کی دُنیا میں یہ پہچان ہے
ہند کے آئین میں یہ خوبیاں موجود ہیں — ہر دھرم آزاد ہے خوشحال ہے شادان ہے
مسجدیں مندر ہیں خوش اور گوردوارے شاد ہیں — ہر جگہ پوجا، عبادت، کیرتی آسان ہے
گرنتھ صاحب، وید، بائیبل کی یہاں تعظیم ہے — عزت و اکرام کا حامل یہاں قرآن ہے
غیر ملکوں کے دساتیر اس کے آگے ہیچ ہیں — ہاں یہ دعویٰ با دلائل اور با برہان ہے
رُو بہ اصلاح فرقہ وارانہ موانست بھی ہے — اہلِ دل کو فکر ہے احساس ہے اور دھیان ہے
عیدِ میلاد کو یہ کہتے ہیں خلوص و پیار سے — یہ مقدس دن منانے میں ہماری شان ہے
امن کے پیغامبر ہیں حضرتِ شاہِ عرب ﷺ — نوعِ انساں پر ہمیشہ آپ کا احسان ہے
آپ کی روحِ مقدس پر ہمیشہ ہیں سلام — رحمتوں کا روز و شب شام و سحر باران ہے
اہلِ ہند تم کو مبارک ہو یہ شرف و عزّ و جاہ — دو مسیحا کا وطن یہ ملک ہندوستان ہے
ابنِ مریم ناصری ؑ مدفون ہیں کشمیر میں — احمدِ ہندی کا مسکن کدعا قادیان ہے
امنِ عالم کے الٰہی مستقل سامان ہوں — اس کی خاطر ہر کہیں ہر احمدی کوشاں ہے
اُنس سے انساں بنا ہے اُنس ہے اس کا خمیر — اُنس ہے اس میں اگر تو پھر ہی یہ انسان ہے
جذبۂ اُنس و محبت زندہ و پائندہ باد! — یہ اگر بڑھتا رہا ہر کام پھر آسان ہے
نفعِ انساں کو جو پہنچائے وہی انسان ہے — ظلم اور ایذا رسانی شیوۂ شیطان ہے
کوئی مذہب بھی نہیں دیتا نفر کا سبق — جو بھی کہتا ہے فقط الزام ہے بہتان ہے
امن کی تعلیم دی ہے مہدیٔ موعود نے — نوعِ انساں سے محبت آپ کا فرمان ہے
آپ ؑ کے فرمان پر قائم ہیں سارے احمدی — دیس کی رکھشا ہمارا حصۂ ایمان ہے

آؤ سب ہی پیار سے مل کر رہیں اس دیس میں
دیس ہے پیارا ہمارا اس پہ دِل قربان ہے

خاکسار: عبدالرحیم راٹھور۔

خطبہ جمعہ

کسی قوم کی مذہبی اور نظریاتی تعمیر نہیں ہو سکتی جب تک اس کی اخلاقی تعمیر نہ کی جائے!

خیرِ امّت ہونے کیلئے ضروری ہے کہ تم خیر الناس بن جاؤ

اور

ہر انسان کو بلا تمیز ان بنیادی نیکیوں کی طرف بلانا شروع کرو جو اس کی بھلائی اور بقاء کے لئے ضروری ہیں

از سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ نبوت (نومبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل ۔ لندن

مرتبہ :۔ مکرم عبد الحمید غازی صاحب ۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں :۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

(آل عمران : ۱۱۱، ۱۱۲)

اور پھر فرمایا :۔

دنیا میں اس وقت جتنے بھی مذاہب پائے جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ پر ایمان قدر مشترک ہے ان سب کے درمیان ایک

دعاوی کی جنگ

ہو رہی ہے ۔ استدلال کی جنگ تو ایک الگ چیز ہے ۔ ایک دعاوی کی جنگ بھی ہوا کرتی ہے جس میں ہر فریق یہ آواز بلند کرتا ہے کہ میں بہتر ہوں ۔ میں بہتر ہوں ۔ میں بہتر ہوں ۔ اور بعض دفعہ یہ آوازیں اتنی بلند ہو جاتی ہیں کہ اور ایک ایسا ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے مذہب کے اکھاڑے میں کہ دلائل کی آواز اگر ہو بھی تو وہ ان بلند آوازوں میں دب جاتی ہے ۔ اور جہاں تک دنیا کے کان ہیں ان کو سوائے اس کے کوئی اور شور سنائی نہیں دیتا کہ میں بہتر ہوں ۔ میری طرف آؤ ۔

اسلام بھی اس مذہب کے اکھاڑے میں ایک پہلوان کی طرح باہمی جدال میں حصہ لے رہا ہے ۔ اور اسلام کا بھی یہی دعویٰ ہے ۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر اس دعوے میں اور دوسرے شور میں فرق کیا ہے ؟ جب سب مذاہب یہ کہتے ہیں کہ ہم بہتر ہیں ۔ تو اسلام بھی ان میں سے ایک ہوا ۔ کیوں دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر وہ اسلام کی طرف متوجہ ہوں ، اور اس آواز کو اہمیت دیں ؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو روزمرہ کی زندگی میں ایک مسلمان سے بسا اوقات پوچھا بھی جاتا ہے ۔ جب آپ ایک عیسائی کو تبلیغ کریں یا ایک ہندو کو تبلیغ کریں یا ایک سکھ کو تبلیغ کریں تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ ہم بہتر ہیں ۔ اور اگر یہ جواب نہ بھی دے تو یہ ضرور دیتا ہے کہ سب اپنی اپنی جگہ بہتر ہیں ۔ ہر ایک اپنے آپ کو اچھا سمجھ رہا ہے اس لئے ہم صلح کل حکمت عملی کے قائل ہیں ۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ دنیا میں فساد ہو ۔ آپ اپنی جگہ اچھے ، ہم اپنی جگہ اچھے ۔ آپ بھی بہتر اور ہم بھی بہتر ۔ تو بجائے اس کے کہ امتیاز پیدا ہو سچے اور جھوٹے میں ، روشنی اور اندھیرے میں ۔ اس جواب کے نتیجے میں ایک اور ابہام پیدا ہو جاتا ہے ۔

پس اگر واقعی اسلام اچھا ہے ۔ اگر واقعی قرآن سچا ہے تو اس کے دعوے میں اور دوسرے ایسے ملتے جلتے دعاوی میں

ایک ما بہ الامتیاز ہونا چاہیئے

ایک ایسا واضح فرق ہونا چاہیئے جو تاریک کو روشن سے اور روشن کو تاریک سے جدا کر دے ۔ چنانچہ قرآن کریم جب یہ دعویٰ کرتا ہے تو اس کے ساتھ بعض ایسی علامتیں بھی پیش کرتا ہے جس کے نتیجے میں یہ فرق خود بخود کھل جاتا ہے ۔ فرماتا ہے :۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

کہ اے مسلمانو ! اس دعاوی کی جنگ میں سب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بہتر ہیں ۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ تم بہتر ہو ۔ اور ان تمام قوموں سے بہتر ہو جو کبھی بھی 'خیر' کے نام پر دنیا کی بھلائی کے لئے نکلی تھیں ۔ لیکن وہ کونسی علامتیں ہیں جو تم میں پائی جانی ضروری ہیں ۔ جن کے بغیر تم بہتر نہیں کہلا سکتے ۔ اس کے لئے تین شرطیں واضح طور پر شروع میں بیان کیں ۔ اور کچھ شرطیں جو دشمن کے ساتھ امتیاز کے لئے دشمنی کی صفات کو ظاہر کرنے والی ہیں وہ بھی بیان فرما دیں ۔ اس مجموعی تصویر پر جو صرف دو آیات میں مکمل کر دی گئی ہے ، غور کرنے کے بعد سچے اور جھوٹے میں اشتباہ کا کوئی ذرہ کا بھی احتمال باقی نہیں رہ جاتا ۔

پہلی بات یہ فرمائی گئی ؛ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ تم اس لئے بہتر نہیں ہو کہ دنیا تمہارے سامنے سر جھکائے اور دنیا تمہاری خدمت کرے ۔ اس لئے بہتر ہو کہ تم دنیا کی خدمت کے لئے قائم کئے گئے ہو ۔

اگر تم میں یہ بنیادی صفت موجود ہے

اور یہ زندہ رہتی ہے ، اگر محض یہ دعویٰ نہیں بلکہ عملاً تم بہبودیٔ نوعِ انسان کے لئے وقف رہتے ہو تو پھر جان لو کہ ایک بنیادی شرط تم میں پوری ہو گئی بہتری کی ۔ اب دیکھئے بہتری کے تصور کو کیسا یکسر پلٹ کے رکھ دیا ہے ۔ جب یہ اعلان کرتا ہے ایک شخص کہ میں بہتر ہوں تو بسا اوقات اس اعلان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میری خدمت کرو ۔ میرے سامنے سر جھکاؤ ۔ اور ان دعووں کا ہمیشہ یہی رخ رہتا ہے ۔ شیطان نے بھی کہا تھا میں بہتر ہوں ۔ چنانچہ مذہب خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا ۔ خواہ رحمانی ہو خواہ شیطانی ۔ ان میں دعوے کی جنگ بہرحال ایک رہتی ہے ۔ لیکن اس لئے شیطان

نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے سامنے سر جھکائے۔ آدم نے یہ اعلان نہیں کیا کہ تو میرے سامنے سر جھکا۔ آدم کے متعلق خدا نے اعلان کیا تھا کہ میں نے اسے بہتر بنایا ہے۔ اس لئے تو اس کے سامنے سر جھکا۔

پس قرآن کریم میں جہاں تک لوگوں کا تعلق ہے، بنی نوع انسان کا تعلق ہے اُن کو یہ زبان سکھائی ہی نہیں، کہ چونکہ تم بہتر ہو اس لئے دُنیا کو اپنی خدمتوں کے لئے مجبور کردو۔ اُن کے سر جھکاؤ اپنے سامنے۔ اپنی انا کے سامنے اُن کی گردنیں خم کردو۔ کیونکہ ہم نے تمہیں بہتر بنایا ہے۔ کیسی حیرت انگیز، کیسی لطیف تعریف فرمائی، بہتری کے دعاوی میں ایک ایسا ما بہ الامتیاز پیدا کردیا جسے ایک متکبر ایک جھوٹا آدمی اختیار کر ہی نہیں سکتا۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت! تم یقیناً بہتر ہو۔ اس لئے کہ تم دُنیا کی خدمت کے لئے نکالے گئے ہو۔ دُنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

دُوسری بات

یہ فرمائی، تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ، دُوسری شرط یہ ہے کہ جب بھی تم کہتے ہو بھلائی کی بات کہتے ہو۔ نہ صرف یہ کہ خدمت کرتے ہو بلکہ بھلائی کی طرف بُلاتے ہو۔ اور بُرائیوں سے روکتے رہتے ہو۔ تمہارا شعار یہ بن چکا ہے۔ تمہاری فطرتِ ثانیہ یہ ہو چکی ہے۔ اب اس میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ مذہب کی تفصیل کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ اسلام کا ذکر ہے نہ کسی اور مذہب کا ذکر ہے۔ نہ ان کی تعلیم کی تفصیل کا ذکر ہے بلکہ بُنیادی اُن صفات کا ذکر ہے جو تمام انسان میں سب بنی نوعِ انسان میں پائی جانی ضروری ہیں۔ چنانچہ ’مَعْرُوْف‘ سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو قرآن حکیم کے احکامات ہیں اُن کی طرف لوگوں کو بُلاتے ہو۔ نہ اس سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ یہودیت نے جو تعلیم دی ہے اُس کی طرف بُلاتے ہو۔ ’معروف‘ سے مُراد یہ ہے کہ عام بنی نوعِ انسان کی نگاہ میں، خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ کسی رنگ سے تعلق رکھتے ہوں، کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ جو نیکیوں کا تصور خُدا تعالیٰ نے فطرت میں پیدا کردیا ہے، جو بھلائی کا ایک خاکہ اُن کی تعمیر کے اندر داخل کر دیا گیا ہے، اُن کی تخلیق کے نقشے میں شامل ہے وہ، اُس کو ’معروف‘ کہتے ہیں۔ ہندو سے پوچھیں تب بھی وہ اُسے بھلائی کہے گا۔ عیسائی سے پوچھیں تب بھی وہ اُسے بھلائی کہے گا۔ ایک دہریہ سے پوچھیں تب بھی وہ اُسے بھلائی کہے گا۔ ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی“ سے اس بات کا تعلق ہے۔ فطرتِ انسانی میں سموئی ہوئی خوبیاں۔ وہ نیکیاں جو مذہب سے بلاشرطِ مذہب، بلا اختلاف ہر انسان میں قدرِ مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں۔ فرمایا تم اُن نیکیوں کی طرف بُلاتے ہو۔ اس میں

ایک گہرا سبق

ہے داعین الی اللہ کے لئے بھی۔ کسی قوم کی مذہبی، نظریاتی تعمیر نہیں ہو سکتی جب تک پہلے اُن کی اخلاقی تعمیر کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور نظریاتی تعمیر کے لئے جب آپ کوشش کرتے ہیں تو شدید مخالفت پیدا ہوتی ہے۔ اور آپ ایک فریق بن جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ اخلاقی تعمیر کے لئے کوشش کرتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ کوئی کہاں ہے اور اُس کے ماتھے پر کیا لیبل لگا ہوا ہے۔ آپ ایک انسانی قدر کی بات کرتے ہیں، قدرِ مشترک کی۔ اس لئے بظاہر اس کے اوپر ناراض ہونے کی کسی کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ میں نے ’بظاہر‘ کہا ہے۔ اس لئے کہ عملاً جنہوں نے ناراض ہونا ہو، وہ اس بات پر بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ مگر بہرحال جہاں تک ظاہری تعلق ہے، آپ کسی کو جب کہتے ہیں کہ تُم سچ بولو، تم رشوت نہ لو۔ تم ظلم نہ کرو۔ تم لوگوں کے مال نہ کھاؤ۔ تم غریبوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ تم یتامیٰ سے رحم کا سلوک کرو۔ تم غریبوں کی پرورش کرو۔ تم بیواؤں کا خیال رکھو۔ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جو ”اَمر بالْمَعْرُوْف“ میں داخل ہیں۔ تہذیب سے بات کرو۔ انسانیت کے سلیقے سیکھو۔ یہ سارے اُمور کسی ایک مذہب کی تعلیم سے وابستہ نہیں۔ بلکہ ایک عمومی تعلیم ہے جو انسانی فطرت میں داخل ہے۔ تو فرمایا، تم اس لئے بہتر ہو کہ تم اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ کوئی مسلمان ہو جائے، کوئی تمہارے رسولؐ پر ایمان لے لائے تب تم اُن کی بھلائی کی باتیں کرو۔ اگر تمہیں فطرتاً ہر انسان سے محبت اور پیار ہے۔ اگر تمہارے دِل میں طبعی جوش ہے کہ تم سے غیروں کو بھلائی پہنچے۔ تو اس بات کا کیوں انتظار کرتے ہو کہ وہ پہلے تمہارے اندر داخل ہو جائے پھر اُن کی بھلائی کے کام کرو۔ یہ تو کوئی جدید دُنیا کے سیاسی بلاک تو نہیں ہیں کہ جب تک کوئی امریکن بلاک میں نہ آ جائے، امریکہ کا فیض اس کو نہ پہنچے۔ جب تک کوئی روسی بلاک میں نہ آ جائے، رُوس کا فیض اس کو نہ پہنچے۔ فرمایا،

خیرِ اُمّت ہونے کے لئے یہ لازمی شرط ہے

کہ تم خیرُ النّاس بن جاؤ۔ اور ہر انسان کو بلاتمیز مذہب اُن بنیادی نیکیوں کی طرف بُلانا شروع کرو جو اس کی بھلائی کے لئے، اس کی بقاء کے لئے ضروری ہیں۔ ’وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ‘ نیکیوں کی طرف بُلاؤ اور بُرائیوں سے منع کرنا شروع کردو۔ ’مُنکَر‘ میں بھی وہی بُرائیاں داخل ہیں جو تمام بنی نوعِ انسان کے درمیان قدرِ مشترک رکھتی ہیں۔

پس اس تعریف کی رُو سے جب آپ قرآن کریم میں ’معرُوف‘ کا ذکر پڑھیں گے اور ’مُنکَر‘ کا ذکر پڑھیں گے، اور قرآنی تعلیم کے علاوہ بھی ’معرُوف‘ کی باتیں پڑھیں گے تو پھر سمجھ آئے گی کہ کیوں یہ فرق کیا گیا ہے۔ ’معرُوف‘ ہر انسان کی مشترک بھلائی کے تصور کو کہتے ہیں۔ اور ’مُنکَر‘ تمام بنی نوعِ انسان کے مشترک بدی کے تصور کو کہتے ہیں۔ ناپسندیدہ چیز، مکروہ بات، غلاظت ہے، یہ بھی مُنکَر میں داخل ہے۔ گلیوں میں شور کرنا، ہمسایوں کو تنگ کرنا۔ یہ بھی مُنکَر میں داخل ہے۔ یہاں مسجد کے باہر آپ نکلیں اور اُونچی آواز میں باتیں شروع کردیں، ہمسائے آپ سے تنگ آنے لگ جائیں۔ اور کبھی کبھی مجھے شکایتیں لکھنے لگ جائیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ’مُنکَر‘ کی طرف توجہ نہیں کی۔ ’مُنکَر‘ سے نہ خود بچے نہ دوسروں کو بچانے کی کوشش کی۔ باتیں سُنیں اور پرواہ نہیں کی اس بات کی۔ حالانکہ بڑی محبت اور پیار سے آگے بڑھ کے اُن کو بتانا چاہیئے تھا کہ یہ ’مُنکَر‘ ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس پہ صرف خُدا تمہیں پکڑے گا۔ یہ ایسی بات ہے جس پہ ہر انسانی سوسائیٹی بھی تمہیں پکڑے گی۔ تم پہ پکڑ کرے گی۔ اور تم اپنے آپ کو انسانیت سے دُور پھینکنے والے بن جاؤ گے۔ تمہارے اندر جذب کی طاقت کم ہو جائے گی۔ تمہارے اندر نفوس کی طاقت کم ہو جائے گی۔

تو

معرُوف اور مُنکَر

بظاہر ابتدائی نیکیاں ہیں۔ جو انسانیت سکھانے والی نیکیاں ہیں۔ اور مُنکَر وہ بدیاں ہیں جو انسانیت سکھانے کے لئے ضروری ہے کہ اُن سے بچا جائے۔ لیکن اگر یہ نہ ہوں تو اس کے بعد مذہب کا رنگ، یہ دونوں باتیں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ دو بنیادی باتیں نہ ہوں۔ یعنی معروف بات کی ہدایت کرنا اور مُنکَر سے روکنا، تو اگلا رنگ جو مذہب کا رنگ ہے،

”ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔“
(سراج مُنیر ص۲۸)

پیشکش: گلوب مینوفیکچررس ۱۷ رابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
گرام:- GLOBEXPORT
فون:- 27-0441

اُس کے لئے بنیادی طور پر زمین تیار نہیں ہو سکتی۔ باوجود اس کے کہ مذہب بنیادی اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اور معروف کی اعلیٰ چیزیں بیان کرتا ہے اور منکر میں سے ایسی باتیں بھی آپ کے سامنے رکھتا ہے بچنے کے لئے، جو عام انسانی نظر سے اوجھل رہتی ہیں بُرائی کے طور پر۔ اُن کے نزدیک بُرائی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ چیزیں جب سوسائٹی کو قبول ہوتی ہیں، تب سوسائٹی ان باتوں کو قبول کر نیکی اہل بنتی ہے جب معروف پر قائم ہو جائے اور اور منکر سے بچنے لگ جائے۔ اور کوئی مذہب بھی اپنی تبلیغ میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک پہلے جہاں سے آغاز ہے، وہاں سے آغاز نہ کرے دوسرے منزل پر آپ چھلانگ لگا کر نہیں چڑھ سکیں گے۔ ضروری ہے کہ جہاں سیڑھیوں کا پہلا قدم ہے۔ وہاں سے قدم رکھیں۔ اور قرآن کریم نے یہ قدم خود بیان فرما دیئے ہیں، آغاز کس طرح ہوگا مذہب کا۔ اس لڑائی میں دعویٰ کرنے کے بعد کہ ہم سب سے بہتر ہیں یا خدا نے ہمیں بہتر قرار دیا ہے۔ کیا کیا صفات تمہیں فوراً دکھانی پڑیں گی۔ اُن کے بغیر تم اگلا قدم اُٹھا نہیں سکو گے۔ وہ یہ نہیں کہ

تم وقف ہو بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے

اپنے اندر یہ جذبہ بیدار رکھو ہمیشہ۔ باشعور طور پر اس احساس کو زندہ رکھو کہ ہم بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے ہیں۔ ہم سے خیر پہنچنی چاہیئے۔ اور خیر پہنچانے میں سب سے اہم چیز ہے۔ امر بالمعروف، نیکی کی تعلیم دینا۔ نہی عن المنکر، برائیوں سے روکنا۔ اور بعد میں فرمایا:۔ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ .... اور تم اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کا ذکر جو پہلے ہونا چاہیئے اور جو قرآن کریم میں ایمان باللہ سب سے پہلے آتا ہے، اُس کا ذکر آخر پہ کیا ہے۔ اس نے اس کو آخر پر رکھا ہے اور پھر ایک اور بات، خاص قابل ذکر ہے، کہ رسولوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ .... کہہ کے بات چھوڑ دی ہے اور رسولوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ تؤمنون باللہ کے بعد اگر رسولوں کا ذکر ہوتا تو پھر تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ انسانی سوسائٹی پھر مذاہب میں بٹ جاتی ہے۔ صرف انسانی سوسائٹی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے تؤمنون باللہ کہہ کے۔ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تم خدا کے قائل لوگ ہو، دہریہ نہیں ہو۔ یعنی انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک وہ لوگ جو بظاہر نیک کاموں کی طرف بلاتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ لیکن خدا پر ایمان نہیں لاتے۔ دوسرے وہ لوگ جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں اور خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان لانا

بہتر ہونے کے لئے لازمی شرط

قرار دیدی ہے۔ اس پر اگر آپ غور کریں تو آپ کو بہت سی گہری حکمتیں اس میں نظر آئیں گی۔ کہ کیوں یہ کافی قرار نہیں دیا کہ تم لوگوں کی خدمت کرتے ہو، لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بُلاتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو۔ یہی کافی ہے۔ فرمایا نہیں، خیر ہونے کے لئے ایک اور شرط بھی ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ .....

اس وقت اس کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔ جب اشتراکیت کی تعلیم سے موازنہ کیا جائے گا جب بھی کیا جائے۔ اُس وقت یہ مضمون آپ کو کام دے گا اُس وقت ایک حیرت انگیز، لطیف تجزیے کی طرف یہ آیت اشارہ کرے گی اُن کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اور مومنوں کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نمایاں فرق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ صرف اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ ایک دعوے کے علمبردار خدا کے قائل ہیں اور ایک دعوے کے علمبردار خدا کے قائل نہیں ہیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ. کاش اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہتر ہوتا اب یہ عجیب اجتماع ہے کہ ایک طرف اہل کتاب کہا جا رہا ہے دوسری طرف فرمایا جا رہا ہے کاش وہ ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہتر

اور ایمان کونسا؟ تؤمنون باللہ .... کا ذکر ہے پہلے۔ کسی رسول پہ ایمان لانے کا یہاں ذکر ہی کوئی نہیں چل رہا۔ تؤمنون باللہ .... کہنے کے بعد اہل کتاب کو یہ کہنا کہ کاش وہ ایمان لے آتے! اس کا کیا موقعہ ہے؟ اور کیا تعلق ہے پچھلے مضمون سے؟ اس کا تعلق یہ ہے کہ اہل کتاب ہونا،

کسی کتاب کی طرف منسوب ہونا کافی نہیں

اگر کوئی الٰہی کتاب کی طرف منسوب ہوتا ہے اور واقعۃً اللہ پر ایمان لاتا ہے تو اس میں یہ پہلی خوبیاں ہونی چاہئیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ کوئی حقیقۃً کسی کتاب کی طرف منسوب ہو۔ اُس کی تعلیم پہ چلنے کا دعویٰ کرے اور حقیقۃً اللہ پر ایمان لاتا ہو اور ان تین خوبیوں سے محروم ہو جو بیان فرمائی گئیں اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یہ کہہ کر فرما دیا گیا کہ اہل کتاب میں یہ خوبیاں نہیں پائی جاتی ہیں اور اس کی تفسیر قرآن کریم میں کئی جگہ آئی ہے، پہلے بھی۔ مختلف جگہوں پر آچکی ہے اور احادیث میں بھی اس کا تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔ کہ پہلی قومیں کیوں ہلاک ہوئیں؟ اس لئے کہ انہوں نے امر بالمعروف چھوڑ دیا تھا۔ اور نہی عن المنکر ترک کر دی تھی۔

پس یہاں "لَوْ اٰمَنَ" میں اشارہ اس طرف کر دیا گیا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ کہہ کر یہ مضمون کھول دیا تھا۔ کہ یہ خوبیاں ایمان لانیوالوں میں حقیقی طور پر پائی جاتی ہیں۔ اللہ پر ایمان نہ رکھنے والوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے کاش اہل کتاب بھی ایمان لے آتے۔ اگر وہ ایمان لاتے تو اُن میں یہ تینوں خوبیاں پائی جانی ضروری تھیں اور ساتھ ہی فرما دیا۔ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ...." یہ کہ کُلِّیَّۃً وہ ایمان سے خالی نہیں ہیں۔ اُن میں کچھ مومن بھی ہیں۔ اس سے مزید یہ مضمون واضح ہو گیا کہ یہاں آنحضرت صلعم پر ایمان کا ذکر نہیں ہے کیونکہ آپ پر ایمان لانے والوں کو اہل کتاب نہیں کہا گیا۔ قرآن کریم جب نازل ہو رہا تھا تو

اہل کتاب سے مُراد

واضح طور پر یہودی اور عیسائی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو صرف اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے اور واضح فرق کیا گیا ہے ان اصطلاحوں میں۔ قرآن کے نزول کے وقت اہل کتاب گزشتہ کتابوں پر ایمان لانے والے تھے۔ اور قرآن کریم پر ایمان لانے والے اگرچہ عمومی تعریف کے اندر داخل ہیں وہ بھی اہل کتاب ہیں لیکن ایسے اہل کتاب جن کا ایمان تازہ ہو چکا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں تو ان کو "مِنْھُمْ" نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ وہ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ تو مراد یہ ہے کہ ان میں ایسے لوگ موجود ہیں کچھ۔ جب نفی فرمائی گئی۔ لَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یکسر اُن کو خدا تعالیٰ نے ردّ کر دیا ہے۔ اُن میں کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے والا نہیں۔ فرمایا، بالعموم اُن میں اللہ پر ایمان اُٹھ گیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ "اَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ"۔ وہ لوگوں کو بھلائی کی طرف کیسے بلائیں۔ لوگوں کو بُرائیوں سے کیسے روکیں وہ تو خود فاسق ہو چکے ہیں۔

ایمان کا عمل صالح سے ایک گہرا رشتہ ہے۔

جو ان آیات میں خوب کھول کر بیان فرمایا گیا۔ اور اس رشتے کے ثبوت کے طور پر جو تین بنیادی باتیں بیان فرمائی گئیں۔ وہ ہر اللہ پر ایمان لانے والے میں ضرور پائی جانی چاہئیں۔ اگر کسی میں نہیں پائی جاتیں تو قرآن فرماتا ہے لَوْ اٰمَنَ .... الآیۃ کاش وہ ایمان لے آتے۔ تو محض اہل کتاب کہلانا یا کسی الٰہی تعلیم کی طرف منسوب ہو جانا، اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ کوئی خدا پر ایمان لاتا ہے

خدا تعالیٰ پر ایمان لانے والے میں سچی ہمدردی بنی نوع انسان کو اچھی باتوں کی طرف بُلاتا ہے اور ہرگز انتظار نہیں کرتا کہ اُس کے گروہ میں شامل ہوں تب اُن کو بُلائے اور بدیوں سے روکتا ہے۔ یہ دعوت الی اللہ کے لئے پہلا بنیادی ایک طریق ہے جو قرآن کریم سمجھا رہا ہے اور بہت سی جگہ احمدی داعیان الی اللہ اس طریق کو اختیار نہ کرکے بہت نقصان اُٹھا رہے ہیں۔

پاکستان کے حالات

دیکھ لیجئے۔ جو لوگ وہاں سے آتے ہیں، بتاتے ہیں کہ اس قدر اخلاقی گراوٹ تیزی سے پیدا ہو رہی ہے کہ کوئی انسانی زندگی کی دلچسپی کا ایسا حصہ نہیں، کوئی ایسا دائرہ نہیں رہا جہاں تیزی کے ساتھ بدیاں گھر نہ کر رہی ہوں اور رچ نہ گئی ہوں اندر۔ ہر قسم کی اخلاقی قدریں اُٹھ رہی ہیں۔ جھوٹ، چوری۔ دغابازی۔ ڈاکہ۔ فساد۔ ایک دوسرے پر ظلم و ستم۔ ہر قسم کی انسانی قدریں جو آپ سوچ سکتے ہیں، امانت ہے، دیانت ہے وہ غائب ہیں۔ ہر قسم کی بُرائیاں داخل ہو رہی ہیں اور نہایت ہی تکلیف دہ حالت ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ اگر اُن کو صرف جماعت احمدیہ کے دعوے کی طرف بلائے تو یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جو شخص بعض انسانی قدروں کو کھینچنے والا بن جاتا ہے تو اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اُس کو نیکی قبول کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ اس کو سعادت نصیب نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پتہ چلتا ہے کہ بعض عام نیکیوں کے نتیجے میں، مثلاً جانوروں پر رحم کے نتیجے میں بھی، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ہدایت دے دی۔ کسی گم کردہ راہ کو ہدایت عطا فرما دی۔ تو نیکیاں نیکیوں کے بچے پیدا کرتی ہیں اور بدیاں بدیوں کے بچے پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے اگر آپ سوسائٹی کو کسی اعلیٰ مقصد کی طرف یعنی پیغام کی طرف بلانا چاہتے ہیں تو اُس دعوت کی طرف آپ کیسے لا سکتے ہیں جب تک انسانیت کی پہلی منزل پر وہ قدم نہ رکھے۔ اس سیڑھی کو پھلانگ کر گزر نہیں سکتی وہ قوم۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؏

"جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار"

فطرت کو نیکی ضروری ہے۔ یہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے جماعت کو۔ اور صرف پاکستان کا ذکر نہیں

ساری دُنیا میں یہ حال ہے

بُرائیاں مختلف نوع کی ہیں۔ امیر سوسائیٹیوں کی بُرائیاں اَور ہیں، غریب سوسائیٹیوں کی بُرائیاں اَور ہیں۔ نئے آزاد ہونے والے ممالک کی بُرائیاں اَور ہیں، دیر سے آزاد ہوئے ہوئے ممالک کی بُرائیاں اَور ہیں۔ غلاموں کی بُرائیاں اَور ہیں، آقاؤں کی اَور ہیں۔ لیکن ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ ہر جگہ نظر آتا ہے۔ کسی کا نام آپ تری رکھ لیں کسی کا خشکی رکھ لیں۔ لیکن وہ بنیادی گند جس نے ساری انسانی سوسائٹی کو ناپاک اور گندہ کر دیا ہے جس نے انسانی تعلقات کے درمیان زہر گھول دیا ہے۔ وہ بنیادی خرابیاں آپ کو ہر جگہ ملیں گی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ انگلستان میں امن ہے۔ دن بدن یہاں جرائم بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چھوٹے بچوں پر آپ کو یقین نہیں ہے کہ یہ سکول جائیں گے تو کسی ظالم کی دستبرد سے محفوظ رہیں گے یا نہیں رہیں گے۔ صرف ایک ملک کا حصہ نہیں ہے۔ تمام دُنیا میں، افریقہ میں بھی نائیجیریا میں بھی اور غانا میں بھی، جو اطلاعات مل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ انسانی سوسائٹی گر رہی ہے اور یہ تنبیہ ہے بڑی خطرناک کہ وہ آخری خوفناک عذاب الٰہی جس کی بار بار قرآن کریم میں خبر دی گئی ہے اس کے دن بھی قریب آ رہے ہیں۔ اس لئے

اگر آپ نے ان لوگوں کو بچانا ہے

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی آپ کے دل میں ہے تو دُعائیں ضرور کریں۔ دُعاؤں کے بغیر یہ کام نہیں ہوگا۔ مگر قدم اُٹھائیں ساتھ۔ تب دعائیں قبول ہوں گی۔ ورنہ آپ کی دُعائیں جھوٹی ہو جائیں گی۔ ایک آدمی کو روٹی میسر آ سکتی ہو اگر وہ چار قدم چل کے روٹی کی طرف جائے اور وہ بیٹھا رہے اور دُعا کرتا رہے۔ اے خدا مجھے روٹی یہاں پہنچا دے کبھی اُس کی دُعا قبول نہیں ہوگی۔ اگر روٹی نہیں بھی ہوگی اور وہ دُعا کرے گا اور ساتھ روٹی کی تلاش میں قدم اُٹھائے گا تو اس کو روٹی مہیا ہو سکتی ہے لیکن جو قدم نہیں اُٹھائے گا اور روٹی موجود ہے اُس کی دُعا اُس کے کچھ کام نہیں آ سکتی۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ دُعائیں ضرور کریں۔ دُعاؤں کے بغیر ہمارے اعمال میں برکت نہیں پڑ سکتی اور دُعاؤں کے بغیر ہم وہ حاصل نہیں کر سکتے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ لیکن دُعاؤں کو مقبول کرنے کے لئے عمل صالح ضروری ہے جو کلمات کو رفعت عطا کرتا ہے دُعاؤں کو آسمان کے کناروں تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ عمل صالح وہی ہے جس کا ان آیات میں بیان ہے کہ

ہماری جہاد

جماعت احمدیہ کو نیکیوں کی تعلیم کا اور برائیوں سے روکنے کا شروع کر دینا چاہئیے۔ بجائے اس کے کہ آپ کسی کا دروازہ کھٹکھٹائیں کہ پہلے اس کو یہ کہیں کہ آؤ میں تمہیں اسلام کی طرف بلا رہا ہوں آپ اس کو کہیں کہ تمہیں احساس نہیں ہے کہ تم سے کیا ہو رہا ہے۔ تم لوگ جھوٹے ہو گئے ہو تم لوگ ظلم پر دلیر ہو چکے ہو۔ تمہیں خوف نہیں ہے۔ تم سے امن اُٹھ چکا ہے۔ تمہاری سوسائٹی خراب ہو رہی ہے۔ آؤ ہم مل کر اس سوسائٹی کو ٹھیک کرنے کے لئے کوشش شروع کرتے ہیں۔ ہم نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اللہ پر ایمان کی آواز دیتے ہیں کیونکہ خدا پر ایمان لائے بغیر کوئی سوسائٹی بھی حقیقت میں سدھر نہیں سکتی۔ اس طرح کی اگر آپ آواز بلند کریں تو آج جو آپ کو احساس ہوتا ہے کہ ہم پر دروازے بند کئے جاتے ہیں کل آپ خوشی کے ساتھ یہ محسوس کریں گے کہ دروازے کھل رہے ہیں، منہ نہیں موڑ رہے آپ کے اوپر کیونکہ آپ نے بنی نوع انسان کو قرآنی تعلیم کے مطابق بلانا شروع کیا ہے۔ قرآنی تعلیم کو نظرانداز کر کے انہیں بلا رہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جن سوسائیٹیوں میں ہم رہ رہے ہیں

اگر ہم نے ان کی اصلاح نہ کی

تو خود ہماری اصلاح پر اس کے نہایت بد اثرات پڑیں گے اور پڑ رہے ہیں۔ جتنا زیادہ درجہ حرارت کا فرق ہو اتنا ہی زیادہ ٹھنڈی چیزیں اگر گرمی ہے تو گرمی کی طرف دوڑیں گی اور اگر سردی ہے تو سردی کی طرف دوڑیں گی۔ سردیوں میں چائے کا گرم رکھنا مشکل ہوتا ہے اور گرمیوں میں آئس کریم کا منجمد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ کا درجہ حرارت اَور ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں اور اس درجہ حرارت کی حفاظت کے لئے بہت سے طریق ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ماحول کا درجہ حرارت تبدیل کریں، اپنی طرف مائل کریں اس کو۔ اور اس کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جنگ ضروری ہے اور اس جنگ سے پہلے بنیادی طور پر دل کو اس طرف مائل کرنا پڑے گا کہ میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نکلا ہوں۔ یہ صفات اگر پیدا ہو جائیں تو بظاہر دشمن کو یعنی کسی کے لئے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئیے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، بظاہر کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئیے۔ یہ صفات اگر پیدا ہو جائیں تو انسان یہ خیال کرتا ہے، اندازہ لگاتا ہے کہ پھر کسی کے پاس کوئی عذر نہیں رہے گا میری مخالفت کا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہے اور

میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں

کہ اس بنیادی تعلیم کے باوجود بھی آپ کو دُکھ ضرور دیا جائے گا خصوصاً ایسے ممالک میں دُکھ ضرور دیا جائے گا جہاں بعض طبیعتیں ٹیڑھی ہو چکی ہوں جو اس

بات کا تہیہ کر چکی ہیں کہ انہوں نے حق کی لازماً مخالفت کرنی ہے۔ چونکہ اس آیت کے بعد اگلی آیت میں یہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى۔ اس کے بعد سزا کیسی؟ کیوں تکلیف دیئے جاؤ گے؟ اس ڈر کی ضرورت کیا تھی اگر تکلیف نہیں دیئے جاؤ گے تو؟ فرمایا ہے دیکھو! تم بلا تو رہے ہو ایسی قدروں کی طرف جو قدر مشترک ہیں انسان کے درمیان۔ جن کے خلاف کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود کیونکہ ہماری خاطر تم کرو گے، ایمان باللہ بنیاد ہو گی تمہاری کوشش کی۔ اس لئے ایمان باللہ کے نتیجے میں جو حرکت ہوتی ہے اس کی ضرور مخالفت کی جاتی ہے اور بہ شرف ہے یہ تحریک میں اور مومن کی تحریک میں۔ تمہیں دنیا نہیں چھوڑے گی پھر بھی۔ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ لیکن ہماری خاطر تم کر رہے ہو اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ وہ ہرگز تمہیں گہرا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اِلَّآ اَذًى سوائے جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں پن پرک (PIN PRICK)۔ اَذًى کا مطلب ہے کوئی چٹکی کاٹ دیں گے، کوئی مکہ مار دیں گے۔ کوئی تھوڑی بہت بروزز (BRUISES) تمہارے چہرے پر آجائیں گے۔ کالے نیلے نشان پڑ جائیں گے۔ معمولی نقصانات ہیں۔ لیکن تمہاری ترقی کی راہ نہیں روک سکیں گے۔ تمہاری عظمت کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تمہاری قوت کو کم نہیں کر سکیں گے کسی قیمت پر بھی۔ اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ نے جو تمہیں حشمت و عظمت عطا فرمائی ہے وہ اسی طرح قائم رہے گی بلکہ آگے بڑھتی رہے گی۔

مِن حیث الجماعت تم زندہ رہو گے

زندہ رکھے جاؤ گے خدا کی طرف سے۔ اور بہتر زندگی کی طرف تمہاری حرکت رہے گی۔ اعلیٰ اقدار کی طرف تمہارا سفر جاری رہے گا۔ تمہیں مقاصد میں وہ ناکام نہیں کر سکیں گے۔ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ہاں تکلیفیں ضرور پہنچائیں گے۔ دل آزاریاں کریں گے۔ گالیاں دیں گے۔ عجیب و غریب بلائیں کرتے رہیں گے۔ کبھی کہیں گے ان کو قرآن کی اشاعت نہیں کرنے دینی۔ ان کو قرآن سے استفادہ نہیں کرنے دینا۔ ہر نیکی کی راہ میں وہ روڑے اٹکانے شروع کر دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ضمانت دیتے ہیں کہ تمہارا نقصان نہیں کر سکیں گے۔ اور یہاں اذیٰ نقصان سے مراد مقاصد کا نقصان ہے۔ تمہارے رُخ سے تمہیں نہیں موڑ سکیں گے۔ تمہارے اعلیٰ مقاصد سے تمہیں باز نہیں رکھ سکیں گے اور تمہاری محنتوں کے پھل سے تمہیں محروم نہیں کر سکیں گے۔ تم علی الرغم اُن کے، بڑھتے ہی چلے جاؤ گے اور پھیلتے چلے جاؤ گے اور نئی نئی ترقیات اور کامیابیاں تمہیں نصیب ہوتی چلی جائیں گی۔ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ۔ ہو سکتا ہے پھر ایسا وقت بھی آئے کہ تلوار تمہارے خلاف اٹھائیں اور زبردستی تمہیں نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں۔ فرمایا، اگر ایسا وقت بھی آیا تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تم خدا کی حفاظت کے نیچے رہو گے۔ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔ لیکن ان کو کوئی مدد نہیں دے سکے گا۔ کوئی نہیں دنیا میں جو ان کی مدد کو آسکے گا۔

کتنی عظیم الشان ضمانت ہے

بظاہر کتنی ادنیٰ ادنیٰ سی نیکیوں کی۔ صرف اتنا فرمایا اور وہ کچھ فرمایا جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ جو فطرت کے لئے سہل ہے، جسے اختیار کرنا عین انسانی فطرت سے ہم آہنگی رکھتا ہے۔ فرمایا۔ تم اچھی باتیں کہو۔ بری باتوں سے روکو۔ اس میں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جاؤ دروازے کھٹکھٹاؤ۔ اعلان کرتے چلے جاؤ، گلیوں گلیوں میں، گھر گھر جا کے۔ کہ دیکھو تم ڈوب رہے ہو، تم ہلاک ہو رہے ہو۔ ہم تمہیں بچانا چاہتے ہیں۔ تمہیں ان برائیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ سب کچھ کرو لیکن ایمان باللہ کے نتیجے میں۔ اس لئے کہ خدا تمہارا ایک ہے۔ اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ یہ خدا کی مخلوق ہے۔ جس خالق سے تمہیں محبت ہے اس کی مخلوق کی خدمت اپنا شعار بنالو۔ یہ ہے وہ تعلیم جو کوئی مشکل تعلیم نہیں۔ کوئی ڈرانے والی تعلیم تو نہیں۔ لیکن فرمایا اس کے نتیجے میں ضرور يَضُرُّوْكُمْ تمہیں تکلیف دینے کی کوشش کریں گے۔ لیکن لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ تکلیف نہیں دے سکیں گے اِلَّآ اَذًى

ایک معمولی سی تکلیف ہے۔

فرمایا کیوں یہ تکلیف، کہاں سے شروع ہوئی؟ اس کا ذکر کہاں سے آیا؟ پہلی آیت کا آخری حصہ دراصل اس مضمون کو چھیڑ رہا تھا۔ فرمایا، وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اکثر اہل کتاب میں سے بد ہو چکے ہیں۔ فسق اختیار کر چکے ہیں اور

فاسق بیر چڑھا ہو جاتا ہے

اُسے جب اُس کی برائی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اُسے غصہ آتا ہے اُسے جب نیکی کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اور صرف اس لئے مخالفت نہیں کرتا کہ تمہارا مذہب اور ہے اور اُس کا مذہب اور۔ تمہارا عقیدہ اور ہے اور اُس کا عقیدہ اور ہے۔ بلکہ فاسق کی طبیعت میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے جو اُس کی رفاقت اختیار کرتا ہے اُسے اچھا لگتا ہے آدمی۔ ہم جنس بن جائے۔ شرابیں ساتھ پیئے۔ برائیاں کرے۔ برائیوں کی نئی نئی تجویزیں سوچے۔ رشوت کھائے اور رشوت کی باتیں بیان کرے۔ طریقے سکھائے بہت اچھا لگے گا۔ لیکن ایک رشوت لینے کی ایک سوسائٹی میں ایک دانہ بھی رشوت نہ لینے والا۔ ایسا وہ تکلیف دے گا آنکھوں کو، نظر کو۔ ایسی اُس سے طبیعت منغض ہو گی کہ یہ مصیبت جیسی آ کہاں سے گئی ہے؟ اوپر سے وہ دانہ نہ بولنے والا بن جائے۔ اُس کو زبان لگ جائے اور وہ معاشرے کو منع کرنا شروع کر دے کہ کبھی رشوت نہیں لینی۔ فرماتا ہے۔ تم یہ سمجھ لینا کہ اس آسان رستے پر چلتے ہوئے، جو فطرت کے عین مطابق ہے، تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی تمہیں لازماً پہنچے گی۔ کیونکہ اکثر ان میں سے فاسق ہو چکے ہیں اور فاسقوں کا ردِ عمل یہی ہوا کرتا ہے اور ایمان کی شرط اس لئے تھی کہ جب ایک انسان کسی کو نصیحت کرے۔ اگر وہ آگے سے برا منائے تو اکثر اس کا ردِ عمل یہی ہوتا ہے کہ جاؤ نہیں تو نہ سہی۔ ہم تو تمہیں اچھی باتوں کی طرف بلاتے تھے۔ تم اچھے انسان ہو! یہ کیا شرارت ہے کہ آگے سے گالیاں دینے لگ گئے ہو۔ یہ ردِ عمل مومن کا اس لئے نہیں پیدا ہو سکتا کہ وہ اللہ کی خاطر کرتا ہے اور اپنی ہر حرکت اور اپنے ہر سکون پر خدا کی نظر جو پڑ رہی ہوتی ہے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ایمان باللہ سے مراد اچھا زندہ ایمان ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ خدا کی نظر میں رہتا ہے۔ اُسی کے سامنے چلتا ہے۔ اُس کے سامنے رکھتا ہے۔ جب یہ صفات پیدا ہو جائیں تو پھر معاشرے کے مقابلے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ چونکہ تم ہماری خاطر کرو گے اس لئے ہم تمہیں یہ بتا دیتے ہیں کہ کوشش ضرور ہو گی لیکن ہم تمہیں ہلاک نہیں ہونے دیں گے۔

اس لئے تمام دنیا میں جماعتوں کو

جماعتِ احمدیہ کے ہر فرد کو اِس عالمی جہاد میں حصّہ لینا چاہیئے

جو خود ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔ ہماری نسلوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ ہمارے ایمان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے اور اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ دوسری سوسائٹی آپ کو قبول کرلے۔ آپ کے پیغام کے دائرے میں داخل ہو جائے تب اس کو نصیحت کریں۔ انسانی بقا کے لئے ضروری ہے یہ۔ ورنہ جس تیزی کے ساتھ فسق کی طرف یہ دنیا بڑھ رہی ہے یہ ہلاک کر دی جائے گی۔ اس کے بچنے کا جواز باقی نہیں رہا۔ اور اس کے علاوہ آپ کی تبلیغ کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ اس آغاز کے بغیر حقیقت میں آپ کامیاب مبلغ نہیں بن سکتے۔ جہاں تک اُن کی تکلیفوں کا تعلق ہے، اُن کی مخالفتوں کا تعلق ہے یہ اگر کوشش کریں کہ آپ سے قرآن چھین لیں تو نہیں چھین سکیں گے۔ ناممکن ہے۔ جتنی کوشش کریں گے جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ زیادہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے گا۔ یہ دنیا کے کونے کونے میں قرآن اور قرآن کی تعلیم کو پھیلاتے چلے جائیں گے ہمیں ان لوگوں سے کوئی خوف نہیں۔ ہم خدا کے بندے ہیں اور خدا کے مومن بندے ہیں۔ ہم ہلاکتوں سے زندگیاں نچوڑنا جانتے ہیں۔ اس لئے جتنی یہ ہمارے لئے تجویز کریں گے اتنا ہی زیادہ ہم زندگی کا رس اُن ہلاکتوں سے نچوڑ لیں گے اور وہ رس ہمیں مزید زندہ کرتا چلا جائے گا۔

خطبہ جمعہ — وقف کے دوران فرمایا:-

* آج نمازِ جمعہ اور عصر کے بعد

کچھ نمازِ جنازہ غائب

ہوں گی۔ ایک زلیخا جواہیر صاحبہ جو حنیف جواہیر صاحب مرحوم، سابق پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ ماریشس کی والدہ تھیں، اُن کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ یہ غالباً اوّلین احمدیوں میں سے ہیں وہاں۔ مکرم اعجاز احمد صاحب انسپکٹر تحریکِ جدید، احمد نگر کے، نوجوانی کے عالم میں وفات پا گئے۔

اُن کی بیماری جو تھی، جہاں تک مجھے اطلاع ہے، اعجاز احمد صاحب یہ انسپکٹر تھے۔ دَورے کی گرمیوں میں، دورے کے نتیجہ میں ان کو سن سٹروک Sun Stroke ہوا اور پھر اُسی کو کھ سے لمبا چلا اور بگڑ گیا۔ اُسی سے وفات ہوئی۔ تو خدمتِ دین میں اُنہوں نے وفات پائی ہے۔ مولوی احمداللہ صاحب آف شوپیاں، کشمیر، انڈیا۔ یہ ایک حادثہ میں وفات پا گئے ہیں۔ ایک سڑک پر جاتے ہوئے غالباً موٹر نے اُن کو ٹکر لگائی۔ مکرمہ امۃ الحق صاحبہ اہلیہ غلام حیدر بھٹی، عبدالغفور صاحب زعیم انصاراللہ فرینکفورٹ کی والدہ تھیں۔ شعبان احمد سیکرٹری مال گوجرانوالہ، اپنی والدہ کی نمازِ جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔ مولوی عبدالمالک صاحب صدر کوٹلی لوہاراں وفات پا گئے ہیں۔ بابو محمد شفیع صاحب آف کُنری جو محمد سعید سمیع جرمنی کے والد تھے، اُن کی درخواست ہے کہ اُن کو بھی نمازِ جنازہ غائب کی فہرست میں شامل کر لیا جائے۔"

وقفِ جدید کے سالِ نَو کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲ جنوری ۱۹۸۷ء کو وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سال تمام چندہ دہندگان کے لئے نہایت ہی مبارک فرمائے اور تمام چندہ دہندگان کو وقفِ جدید کے کام کی وسعت کے پیشِ نظر بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) — وقفِ جدید کے قیام کی اصل غرض یہ ہے کہ اس کے ذریعہ معلّمین پیدا کر کے جماعتوں میں بچوں کو دینِ اسلام سکھایا جائے۔ اور نئے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کی جائے۔ بھارت میں اس سلسلہ میں وقفِ جدید نے بفضلہ تعالیٰ نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال میں تہتر معلّمین ہندوستان کے مختلف صوبہ جات آندھرا، کرناٹک، کیرالہ، تامل ناڈو، بہار، بنگال، اڑیسہ، آسام، یوپی، کشمیر، راجستھان اور پنجاب میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اضلاع وارنگل و تلنگنڈہ (صوبہ آندھرا) اور مضافاتِ قادیان میں نمایاں خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(۲) — سال ۱۹۸۶ء میں معلّمین وقفِ جدید نے پانچ ہزار سے زائد افراد کو نماز، قرآن مجید اور دینی تعلیم سکھائی ہے۔ الحمد للہ۔

(۳) — اسی طرح ۱۹۸۶ء میں ہی معلّمین کے ذریعہ تین سو اٹھارہ افراد کو بیعت کرنے کی سعادت ملی۔

(۴) — امسال دفتر وقفِ جدید نے نئے سال کا کیلنڈر اور بچوں کے لئے اسلام کی پانچ کتابیں جو کہ خوبصورت سرورق کے ساتھ کیا تھ شائع کی ہیں۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۶ء کے وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان میں فرمایا تھا۔

"وقفِ جدید بھی ایک ان غریبانہ تحریکوں میں سے ہے جو جماعتِ احمدیہ نے اسلام کے احیاءِ نَو کی خاطر جاری کی ہیں اور دیہاتی جماعتوں میں ایک روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی خاطر حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی بنیاد رکھی۔" مہربانی کر کے آپ یہ سرکلر جمعہ کے دن سُنا دیں اور کوشش فرمائیں کہ آپ کی جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہ جائے جس نے وقفِ جدید کے مالی جہاد میں حصہ نہ لیا ہو۔ اور ہر فردِ جماعت غیر معمولی اضافہ کیساتھ اس میں شامل ہو۔ (انچارج وقفِ جدید بیرون) قادیان

تقریبِ شادی

مکرم وحیدالدین صاحب شمس ایم اے ابن مکرم مستری محمد دین صاحب درویش قادیان جن کا نکاح قبل ازیں مکرمہ امۃ الحفیظ منصورہ صاحبہ بنت مکرم سلیم یوسف احمدالدین صاحب سکندرآباد کے ساتھ پڑھا جا چکا تھا، کی تقریبِ شادی کے سلسلہ میں مورخہ ۲۹/۱۲ کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ اگلے روز بارات قادیان سے روانہ ہو کر سکندرآباد پہنچی جہاں الدین بلڈنگ میں تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے مناسب موقعہ خطاب فرمانے کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ بعدہٗ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔

مورخہ ۱۱/۱ کو مکرم مستری محمد دین صاحب نے اپنے بیٹے کی طرف سے قادیان میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کم و بیش سات صد افراد مدعو تھے۔ مکرم وحیدالدین صاحب شمس کے بڑے بھائی مکرم مولوی حمیدالدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے اس خوشی میں بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ قارئین سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (ادارہ)

اعلاناتِ نکاح

(۱) مورخہ ۱۵/۱۲/۸۶ کو مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر نے ترکہ پورہ (کشمیر) میں عزیزہ صفینہ بانو سلمہا بنت مکرم حبیب اللہ صاحب قانی ساکن ترکہ پورہ کا نکاح عزیز ناصر احمد راتھر سلمہٗ ابن مکرم محمد منور صاحب راتھر ساکن ہاری پاریگام تحصیل ترال (کشمیر) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ مکرم محمد منور صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ پندرہ روپے اعانت بدر میں ادا کئے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

خاکسار: محمد عبداللہ فرخ مبلغ سلسلہ ترکہ پورہ

(۲) مورخہ ۱۹/۱۲/۸۶ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ خورشیدہ بیگم سلمہا بنت مکرم محمد علی شاہ صاحب مرحوم آف بھدرک کا نکاح برادرم مکرم سید کلیم الدین صاحب ابن مکرم سید ناصرالدین صاحب مرحوم آف سونگھڑہ کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار پانچصد روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: سید قیام الدین برق نائب انچارج مبلغ علاقہ اڑیسہ

ولادت

مکرم شمس الدین مبارک صاحب قادیان کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۲۳/۱۱/۸۶ بنگلور میں پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے "فرح شاہانہ" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم مولوی فیض احمد صاحب درویش سابق مبلغ شموگہ وحال کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ کی پوتی اور مکرم محمد حفیظ اللہ صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بنگلور کی نواسی ہے۔ مکرم مولوی فیض احمد صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

قارئین سے عزیزہ نومولودہ کے نیک، صالح، خادمۂ دین ہونے اور درازیٔ عمر و بلندیٔ اقبال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم مولوی امیر احمد صاحب درویش (سابق مؤذن مسجد مبارک) کے ایک پاؤں کا انگوٹھا زیادہ ذیابیطس شکری ہونے کی وجہ سے کاٹا گیا۔ ڈیڑھ ماہ سے موصوف امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں مگر زخم مندمل نہیں ہو رہا۔ (۲) مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بھی شوگر کی تکلیف بڑھ جانے کی وجہ سے امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ہر دو کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: ملک صلاح الدین۔ ناظر اعلیٰ قادیان

نگران ماہنامہ "پاکیزہ آنچل" دہلی کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ کو اپنے نام سے منسوب کرنا

علمی سرقہ کی ایک افسوسناک جسارت

مرسلہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ ۔ حیدرآباد آندھرا

• حضرت امام مہدی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے احیاء دین کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں نے جو کچھ پایا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی پایا ہے میرا اپنا کچھ بھی نہیں آپ فرماتے ہیں ؎

جو راز دیں تھے بھارے، اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

یہی وجہ ہے کہ علماء دین متین ہی نہیں بڑے بڑے زبانوں نے آپ کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں تاجدار دکن نے حضور علیہ السلام کی فارسی نظم کے

"جان و دلم فدائے جمال محمد است"

کے متعدد اشعار اپنے دیوان میں اپنے نام سے شائع کئے یہ دیوان آج بھی حیدرآباد سے دستیاب ہے۔ پھر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے جنہیں حکیم الامت مجدد الملت کے لقب سے سرفراز کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو احکام اسلام عقل کی نظر میں صـ) نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصانیف سے بکثرت عبارات اور جملے ہی نہیں بلکہ صفحات کے صفحات اپنی کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" شامل کرکے اپنے علم کا سکہ جمانے کی کوشش کی لیکن اصل ماخذ کا ذکر تک نہ کیا اسی ضمن میں قارئین بدر کی خدمت میں ایک اور حیرت انگیز انکشاف پیش کر رہا ہوں جو ماہ نومبر ۱۹۸۶ء کے ماہنامہ پاکیزہ آنچل دہلی (جس کے راہ نما مولانا عبدالوحید صدیقی اور نگران جناب خالد مصطفیٰ صدیقی ہیں) سے تعلق رکھتا ہے۔ نگران رسالہ ہذا جناب خالد مصطفیٰ صدیقی نے اس رسالہ کے صـ۱۰۱ کے دوسرے کالم کی چوتھی سطر سے صـ۱۰۲ کی آخری سطر تک "عورتیں اور تربیت اولاد قرآن کریم کی روشنی میں" کے عنوان کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ایک بصیرت افروز خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کو من و عن (سوائے چند جملے جن میں احمدی خاتون، ربوہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود کا ذکر ہے کو حذف کرکے) اپنے نام سے شائع کیا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس خطبہ جمعہ کے موقعہ پر خاکسار خود ربوہ میں موجود تھا اور حضور رحمہ اللہ علیہ کے اس انقلاب انگیز اور پُر شوکت خطبہ جمعہ کے الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور نواب میر عثمان علی تو زندہ موجود نہیں کہ اُن کو توجہ دلا کر تردید کروائی جاسکے لیکن نگران پاکیزہ آنچل تو زندہ موجود ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے رسالہ میں اس حقیقت کا اظہار صحافتی دیانت داری کا ثبوت دیں کہ یہ مضمون میرا نہیں بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا ہے۔ قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے حضور کے خطبہ کے حصے جو سرقہ کئے گئے ہیں پیش خدمت ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کا پریس اینڈ پبلیکیشن یونٹ ماہنامہ "پاکیزہ آنچل" دہلی کے ان صفحات کا عکس بھی شائع کر رہا ہے خواہشمند احباب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد سے رابطہ قائم کرکے یہ عکس حاصل کر سکتے ہیں۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ النور رکوع ۴)

یعنی اے مومنو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور داخل ہونے سے پہلے ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام کرو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اور تمہارے اس فعل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم نیک باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو گے اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تب بھی ان میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں گھر والوں کی طرف سے اجازت نہ مل گئی ہو اور اگر کوئی گھر میں ہو اور تم سے کہا جائے کہ اس وقت چلے جاؤ تو چلے آؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہوگا۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ دوسرے کے گھروں میں جاکر پہلے ان میں رہنے والوں کو سلام کرو پھر اندر جانے کی اجازت طلب کرو اور اگر اجازت مل جائے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ گھر والے ایسے کاموں میں مشغول نہیں جو نیکی کے ہیں اور جو ان پر بطور فرائض کے عائد ہیں اور ان کے پاس تمہاری ملاقات کے لئے فالتو وقت ہے تو تم بے شک اندر چلے جاؤ اور ان سے باتیں کرو لیکن اگر تمہیں یہ کہا جائے کہ ہم اس وقت فارغ نہیں ہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنے اوقات کی حفاظت کرو اور انہیں نیک کاموں میں خرچ کرو اور ہم نے یہ وقت بعض نیکیاں بجا لانے میں معروف ہیں اور اگر ہم نے یہ وقت ملاقات میں خرچ کردیا تو وہ نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور ہمارے اوقات نیکیوں سے محروم ہو جائیں گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ تم بغیر کوئی شکوہ و شکایات اپنے دلوں میں پیدا کیے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ میں اس حکم کی وجہ اور نتیجہ بھی بتایا کہ تمہیں یہ حکم اس لئے دے رہے ہیں کہ ہمارا دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے اوقات کو ضائع نہ کرو۔ اور جیسے تم اس وقت تک بچا نہیں سکتے جب تک نہ تم اس حکم پر عمل نہ کرو۔ پس اگر تم اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں شامل ہونا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم مومنات اور صالحات میں شامل ہونا چاہتی ہو تو تمہارے اوپر دو فرائض عائد ہوتے ہیں ایک یہ اگر تمہارے گھر میں تمہاری ملاقات کی غرض سے کوئی بہن آئے اور تم اس وقت کسی نیکی کے کام میں لگی ہوئی ہو تو بغیر شرم کے اُسے کہہ دو کہ اس وقت ہم تم سے نہیں مل سکتیں کیونکہ تم اگر اپنی اس بہن سے شرم کھاتی ہو مگر خدا تعالیٰ سے شرم نہیں کھاتیں تو تم خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوگی۔ اس نے تو تمہیں اجازت دی تھی کہ اگر تم فارغ نہیں تو ملنے والیوں کو واپس کردو تاکہ تمہارے اوقات کی حفاظت ہو تم نے اس کی اجازت سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا اور عمل صالحہ بجا لانے میں سستی کی مرتکب ہوگئی پھر ملاقات کے لئے آنے والیوں کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ اگر انہیں گھر میں جانے کی اجازت نہیں ملتی تو وہ کسی ملال اور شکوہ و شکایت کے بغیر واپس چلی جائیں یہ احکام کسی خاص گھر کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ہر گھر کے لئے ہیں ہر مومنہ کا گھر ایسا ہے جس کی خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے اور اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے وہ ہر دو فریق کے لئے یعنی اس کے لئے بھی جو ملاقات کے لئے آئی ہے اور اس کے لئے بھی جس کی ملاقات کے لئے وہ آئی ہے تزکیہ نفس کا موجب ہے اگر کوئی عورت اجازت نہ ملنے کی وجہ سے واپس آجاتی ہے تو اس میں ملال کی کوئی بات نہیں۔ اسے اپنے دل کے اندر کوئی کدورت پیدا نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے اس کا وقت بچ جائے گا اور اس بات کا ثواب بھی مل جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی پوری بشاشت سے تعمیل کی۔ یہ ہدایت نہایت ضروری ہے۔ ہم کرنے والے ملک اس بات کو ایفورڈ (AFFORD) ہی نہیں کر سکتے کہ جو آنے اور جس وقت چاہے آئے اور وہ شرم کے مارے اپنا کام چھوڑ کر ان سے باتیں کرنے لگ جائیں اور اس طرح ان کے اوقات ضائع کر دیئے جائیں۔ دنیوی نقطہ نگاہ سے بھی ان قوموں نے جنہوں نے ترقی کی ہے اس حکم کو اپنا دستور بنا لیا ہے۔ وہ قومیں اگر اسلام سے مانگے ہوئے اصول پر اس قدر عمل پیرا ہیں تو ہم لوگ جنہیں آج سے چودہ سو سال پہلے حکمت کی یہ بات سکھائی تھی کس طرح اس سے غافل رہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری چیز جو ہمارے اوقات پر ڈاکہ ڈالتی ہے، وہ تجسس کی عادت ہے بعض مرد اور عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی عیب گیری کے لئے میٹریل (Material) اور مواد کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اور اس ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ دوسرے کا کوئی نقص ان کے علم میں آجائے ایک عورت دوسری عورت کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے کہ جو فلاں

گئی تھی۔ تیسری بات اسے کہہ ہو یا اسے بھلا گئے اس بات سے کیا غرض؟ کیا اسے تھوڑا یا کیا ہوا اسے دوسروں کی بجائے اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات ع ٢) کہ تجسس سے کام نہ لیا کرو اور دوسروں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر ہم فرشتوں کو جو آسمانی مخلوق ہیں زمین کی سطح پر عبادت بجا لانے اور نیک عمل کرنے کا حکم ہوتا تو ہم تین نیکیاں ضرور کرتے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت پسندیدہ ہیں۔ ایک تو ہم مسلمانوں کو پانی پلاتے۔ آپ لوگوں کو شاید یہ بات عجیب سی لگتی ہو لیکن دنیا کے بہت سے علاقے ہیں جہاں پانی کی بہت زیادہ قلت ہے۔ عرب کے علاقے کو ہی لے لو۔ اب تو وہاں اچھا انتظام ہو گیا ہے لیکن ایک وقت مکہ مکرمہ میں بھی ایسا گذرا ہے کہ حج کے موقعہ پر پانی کی کمی سے فائدہ اٹھا کر مقامی لوگ پانی کا ایک گلاس سو سو روپے میں فروخت کر دیتے تھے کیونکہ ان کو علم تھا کہ پانی کے بغیر کوئی حاجی زندہ نہیں رہ سکتا اور وہ بڑی رقم وصول کرنے کے لئے ان لوگوں کی غربت نہ دیکھتے۔ تھیلی کی تھیلیں بھری ہوئی ہوتی تھیلیاں روپیہ، بعض بزرگوں نے جنہیں خود اس کا ذاتی تجربہ ہے مجھے بتایا ہے کہ میں بڑے وثوق سے آپ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ حج کے موقعہ پر ایک زمانہ میں پانی کی فروخت کا کام کیا جاتا تھا۔ عرب کے علاوہ اور بھی بہت سے علاقے ہیں جہاں پانی کی بہت قلت ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہم فرشتوں کو زمین پر عبادت اور نیک اعمال بجا لانے کی اجازت ہوتی تو ہم ایک کام یہ کرتے کہ مسلمانوں کو پانی پلاتے (یہاں کچھ حصہ حذف کر دیا گیا ہے۔ ناقل)

دوسری بات جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتائی کہ اگر ہم فرشتوں کو زمین پر عبادت بجا لانے اور نیک عمل کرنے کی اجازت ہوتی تو ہم عیالدار لوگوں کی امداد کرتے کیونکہ غریب اگر اکیلا ہو تو وہ مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ اس کے آٹھ دس بچے بھی ہوں اور ان کی خوراک ... اور لباس کا اسے فکر ہو، ان کے پڑھانے کا اسے فکر ہو اور ان کی دیگر ضروریات اسے مہیا کرنی ہوں تو اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے ایسے عیالداروں کی امداد کرنا بڑی نیکی کا کام ہے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے انہیں اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

تیسری بات جو جبرئیل نے کہی اور میرے مضمون کے ساتھ اسی کا تعلق ہے کہ اگر ہم فرشتوں کو زمین پر عبادت اور نیک اعمال بجا لانے کی اجازت ہوتی تو ہم مسلمانوں کے گناہوں اور ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے۔ غرض ہمیں یہ حکم ہے کہ اگر ہمیں کسی کے گناہ کا علم بھی ہو جائے تو اسے چھپائیں ظاہر نہ کریں۔ نہ یہ کہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے میں اپنے وقت کو ضائع کریں۔

اس مسئلہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا سخت ارشاد ہے جو میں اپنی بہنوں کے سامنے (اس وقت) رکھنا چاہتا ہوں آپ اسے غور سے (سنیں اور اس وقت) عہد کریں کہ آئندہ ہم کسی کے عیب کی تلاش نہیں کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروهم
ولا تتبعوا عوراتهم فانه
من تتبع عورة اخيه المسلم
تتبع الله عورته و من تتبع
الله عورته یفضحه ولو فی
جوف رحله

(ترمذی جلد ٢ ابواب البر والصلۃ)

"کہ دیکھو میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ تم مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ ان پر عیب نہ لگاؤ اور نہ ان کی کمزوریوں کے پیچھے لگے رہو۔ کیونکہ جو شخص تم میں سے مسلمانوں کی کمزوریوں کی تلاش میں لگے اور ان کے عیوب کی ٹوہ میں لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اور اس کو شرمندہ اور بدنام کرے گا خواہ اس نے یہ عیب اپنے گھر میں چھپ کے کیا ہو"۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ستاری کا پردہ اس کے اوپر پڑا رہے اور اس کی غلطیوں کو خدا تعالیٰ ظاہر نہ ہونے دے اور اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے اسے ڈھانپ لے۔ تو ہم ایسا کرنے کی جرأت کیسے کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تو کہیں کہ اے خدا ہماری مغفرت فرما ہمارے عیوب کو چھپا اور انہیں ظاہر نہ کر اور خود سارے محلے اور شہر میں جا کر دوسروں کے عیوب کی تلاش میں لگے رہیں۔ خدا تو اس صورت میں یہی کہے گا کہ جو چیز تم اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے پسند نہیں کرتے وہ میرے پاس کیوں مانگنے آئے ہو۔

تیسری چیز جو ہمارے اوقات پر ڈاکہ ڈالتی ہے وہ غیبت کی عادت ہے بعض لوگ اپنی مجالس میں نیکی کی باتیں کرنے کی بجائے غیبت شروع کر دیتے ہیں۔ غیبت کے معنی ہیں کہ انسان دوسرے کے عیوب کا اس طرح ذکر کرے کہ اس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری پائی جاتی ہے اور دوسرا آدمی علیحدگی میں اس سے کہتا ہے کہ بھائی تم میں مجھے فلاں کمزوری نظر آئی ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو تم اپنی اصلاح کر لو تو یہ بھی اس کی کمزوری کا ذکر ہے لیکن اس میں ایک دینی فائدہ بھی ہے یعنی ایک بھائی کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس میں اس کی بدنامی بھی نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے عیب کو مجالس میں ذکر کر کے اسے بدنام کیا جائے جس میں کوئی دینی فائدہ نہیں تو اسے غیبت کہتے ہیں اور اس سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ
لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔

(نساء رکوع ٦)

یعنی نیک عورتیں فرمانبردار اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے پوشیدہ امور کی محافظ ہوتی ہیں حافظات للغیب کے متعدد معانی ہیں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن ان میں سے ایک معنی کی طرف میں اپنی بہنوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حافظات للغیب میں اللہ تعالیٰ نے مومنات کی ایک خصوصیت نمایاں کر کے بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ مومنات غیبوبت کی حالت میں یعنی اگر وہ اس حالت میں ہیں کہ ان کی دوسری بہنیں کسی مجلس میں موجود نہ ہوں ان کی بعض کمزوریوں، خامیوں، غلطیوں، کوتاہیوں اور عیوب کی حفاظت کرتی ہیں اور اس بات کا پورا خیال رکھتی ہیں کہ ان کے منہ سے اپنی کسی دوسری بہن کے متعلق کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جو اسے بدنام کرنے والی ہو۔ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ میں یہ فرمایا کہ دعائیں مانگنے اور نیک اعمال بجا لانے والی مومنہ عورت کو خدا تعالیٰ کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور دوسرے ان الفاظ میں اس طرف بھی ایک لطیف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر تم حافظات للغیب ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہاری بھی حفاظت کرے گا اگر تم اپنی دوسری بہنوں کے عیوب کی ستاری کرنے والی ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہاری عزت کی حفاظت کرے گا اگر تم دوسری بہنوں کی اچھی باتیں بیان کر کے ایک نیک فضا پیدا کرنے والی ہو گی تو اللہ تعالیٰ بہنوں کو القا کرے گا کہ وہ تمہارے متعلق اچھی باتیں کریں اور نیک فضا اپنے ماحول میں پیدا کریں۔

چوتھی بات جو میں بڑے اختصار کے ساتھ اپنی بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں وہ بھی ایک ڈاکو ہے جو ہمارے اوقات پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور وہ زینت کی نمائش ہے۔ زینت کی ناجائز نمائش سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ زینت جائز بھی ہوتی ہے اور اس کے بعض جائز مواقع بھی ہیں جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اس کی پیدا کردہ زینت کی اشیاء استعمال کرتا ہے یا ان کی نمائش کرتا ہے مثلاً بیوی اپنے خاوند کے سامنے زینت کی نمائش کرتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ
مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ كَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ
وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ
تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(الاعراف رکوع)

"یعنی تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے کس نے حرام کیا ہے یعنی اس کے احکام اور ہدایتوں کے مطابق اسے استعمال کرنے کو کس نے حرام کیا ہے۔ اسی طرح رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو بھی کس نے حرام کیا ہے یہ تو اصل میں اس دنیا میں بھی مومنوں کے لئے ہیں اور مومن اس کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور زینت کے سامان بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں یہ تمہارے لئے جائز ہیں مگر زینت کے متعلق جو احکام میں نے جاری کئے ہیں انہیں اگر تم نظر انداز کرو گے اور تم میری ہدایات کے مطابق زینت کی اشیاء کو استعمال کرو گے اور پاکیزہ اور حلال رزق سے فائدہ اٹھاؤ گے تو تمہیں یہ بشارت بھی دی جاتی ہے کہ قیامت کے دن یہ چیزیں صرف تمہارے لئے ہوں گی۔ دنیوی زندگی میں تو غیر بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں لیکن آخروی زندگی میں ان میں تمہارے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ہم اپنے نشانات کو علم والے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتے ہیں تو کہہ میرے رب نے صرف بُرے اعمال کو خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے اور گناہ کو اور بغیر حق کے سرکشی کو حرام کیا ہے۔ اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسے وجود کو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری شریک قرار دو اور اس بات کو بھی حرام قرار دیا

ہے کہ اللہ پر ایسے جھوٹے الزام لگاؤ جن کو تم جانتے نہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے زینت کے اظہار پر بعض پابندیاں لگائی ہیں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

صرف اس آیت کا ترجمہ کر دیتا ہوں جن میں زینت کے اظہار پر پابندیاں لگائی گئی ہیں اور اس میں جو ہدایت ہے اس کی طرف اپنی بہنوں کو متوجہ کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یعنی اے رسول تو مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی بے اختیار ظاہر ہوتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو سینہ پر سے گذار کر اس کو ڈھانک کر پہنا کریں اور اپنی زینتوں کو صرف اپنے خاوندوں یا باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی ہم کفو عورتوں یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوں ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کیا کریں یا ایسے مردوں پر جو ابھی جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم نہیں ہوا۔ اور اپنے پاؤں زمین پر نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں اور اے مومنو سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

ان آیات میں عورتوں کو ان کی روحانی زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اگر تم کامیاب ہونا چاہتی ہو تو یہ ہمارا حکم ہے اس کو کبھی نظر انداز نہ کرنا۔ میں اس وقت پردہ کے فوائد یا بے پردگی کے نقصانات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ شریعت اسلامیہ کا حکم قابل عمل ہے قرآن کریم ایک قابل عمل کتاب ہے جو خدا تعالیٰ نے آسمان سے ہمارے لئے نازل فرمائی ہے ان احکامات کا فلسفہ کیا ہے ان کے فوائد کیا ہیں۔ ان کے چھوڑنے کے نقصانات کیا ہیں یہ اپنی رنگ میں مفید اور ضروری چیزیں ہیں لیکن ہمارے لئے پہلی بات جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم دین العجائز اختیار کریں یعنی یہ عہد کر لیں کہ چاہے ہمیں کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ہمیں اس کے فوائد کا علم ہو یا نہ ہو ہمیں اس کے نہ ماننے کے نقصانات بتائے گئے ہوں یا نہ بتائے گئے ہوں ہم وہی کریں گے جو خدا تعالیٰ ہمیں کہے گا اور ہم اسی طرح کریں گے جس طرح خدا تعالیٰ ہمیں کرنے کے لئے کہے گا جب تک یہ ذہنیت پیدا نہیں ہوگی آپ قرآن کریم کی برکات سے کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گی

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی زینتوں کو اس فہرست کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کرو اور اپنے چہروں کو چھپائے رکھو کیونکہ زینت کا بہترین محل اور موقعہ وہی ہے پس یہ ایک حکم ہے جس کی ہم نے پوری پوری پیروی کرنی ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کا ہر حکم قابل عمل ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ فرمایا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ کوئی مومن کسی دروازہ سے داخل ہوگا اور کوئی کسی سے داخل ہوگا اور کئی مومن ایسے بھی ہوں گے جنہیں خدا تعالیٰ کہے گا کہ تم جنت کے ہر دروازے سے داخل ہونے کے مستحق ہو۔ اس لئے جس دروازہ سے تم داخل ہونا چاہو داخل ہو جاؤ وہاں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور اس میں ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ جہنم کے چھ دروازے اپنے اوپر بند کر کے تم کبھی مطمئن نہ ہو جانا اگر جہنم کا ایک بھی دروازہ آپ نے اپنے اوپر کھولے رکھا تو باقی دروازے اپنے اوپر بند کرنے کا کیا فائدہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے اوپر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر لیں اور وہ ہمیں اس مقام تک پہنچائے جہاں اس کی محبت ہمیں ہر لحظہ پکار رہی ہو کہ تم جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کے مستحق ہو۔ تم آگے بڑھو اور جس دروازے سے چاہو میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ وہ چند باتیں ہیں جو بطور گو کے ہمارے اوقات کو ضائع کرنے والی تھیں اور جن سے محفوظ رہنے کی خدا تعالیٰ نے ہمیں بڑی تاکید کی ہے۔

اب میں اختصار کے ساتھ بعض ایسی باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کی طرف ایک مومنہ عورت (اصل الفاظ "احمدی عورتیں" ہیں جنہیں عمداً حذف کر کے "مومنہ عورت" لکھا ہے۔ ناقل) کو توجہ دینی ضروری ہے پہلی بات تربیت اولاد کے متعلق ہے تربیت اولاد کی اصطلاح میں میں سمجھتا ہوں سارے گھر والے ہی شامل ہیں یعنی تربیت اولاد کا فرض صرف والد اور والدہ پر ہی عائد نہیں ہوتا بلکہ جو فرد بھی کسی گھر میں رہتا ہے اس پر چھوٹی عمر والوں کی تربیت کرنا فرض ہے اور اس کا یہ کام ہے کہ وہ قابل تربیت عمر کے بچوں کی تربیت ایک خاص مقصد سامنے رکھ کر کر رہا ہو۔ آپ کو یہ امر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بچے جو آپ کی گودوں میں پلے ہیں ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت سمندر کی طرح موجزن ہو اور وہ دین اسلام کی خاطر ہر وقت قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بعض ماحول ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جہاں ماں بچے کو کپڑے پہناتے ہوئے دعا کرنے کی بجائے کوسنے دے رہی ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ نہ آپ کا کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نہ آپ کو کوئی تکلیف ہوتی ہے آپ کو کپڑے پہنانے میں دو منٹ، پانچ منٹ یا دس منٹ لگتے ہیں یہ دو منٹ پانچ منٹ یا دس منٹ آپ اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے میں صرف کریں۔ آپ بچے کو کپڑے بھی پہناتی جائیں اور ساتھ ساتھ یہ دعائیں بھی کرتی جائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک بنائے دین کا خادم بنائے اپنی محبت دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے ان کے علاوہ ہزاروں اور دعائیں ہیں جو آپ اپنے بچوں کے لئے کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جذبہ کو دیکھ کر آپ کی دعا قبول بھی کرے گا اور آپ کی اولاد آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔ غرض بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں اور ان کی تربیت کا بڑا خیال رکھیں۔ آپ بہنوں پر اس سلسلے میں بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

دوسری بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ اپنے گھریلو ماحول کو روحانی خوشحالی بخشنے کی کوشش کریں۔ آپ اپنا ماحول ایسا بنائیں کہ آپ سے تعلق رکھنے والے جب اپنا کام ختم کر کے گھروں کو واپس آئیں تو بے اختیار خدا کی حمد کرنے لگ جائیں۔ خدا نے ہماری دوسری رشتہ دار عورتوں کو یہ توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے اس گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا ہے اور ہمیں اس بات کے لئے آزاد کر دیا ہے کہ ہم باہر رہ کر جتنا وقت چاہیں دین کی خدمت میں صرف کر سکیں۔

تیسری بات جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ دعاؤں پر بہت زور ہے پہلے میں نے آپ بہنوں کو تربیت اولاد کے سلسلہ میں توجہ دلائی تھی اور اب میں آپ بہنوں کو عام طور پر دعاؤں پر زور دینے کی تاکید کرتا ہوں میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک دن میں اپنے کالج کے دفتر میں بیٹھا تھا، طالب علموں کے فارم یونیورسٹی جانے تھے دفتر کے ایک کلرک نے ڈیڑھ دو سو فارم میرے سامنے رکھ دیئے۔ ان فارموں پر مجھے دستخط کرنے تھے اور یہ کام تقریباً پندرہ بیس منٹ کا تھا۔ دستخط کرنے کا کام ایسا نہیں جس کے لئے ذہنی طور پر توجہ کی ضرورت ہو اس لئے میں ان فارموں پر دستخط بھی کرتا رہا اور ساتھ ساتھ درود بھی پڑھتا رہا۔ دو تین منٹ بعد مجھے خیال آیا کہ میں اپنے بھائی کو نیکی سے محروم کر رہا ہوں چنانچہ میں نے اس کلرک کو جو میرے پاس کھڑا تھا کہا۔ دیکھو میں فارموں پر دستخط کر رہا ہوں اور درود بھی پڑھ رہا ہوں تمہیں اس وقت کوئی کام نہیں۔ تم صرف میرے دستخطوں کے بعد فارم اٹھا رہے ہو تم فارم بھی اٹھاتے رہو اور ساتھ ساتھ مختصر سا درود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بھی پڑھتے رہو۔ تو تمہیں اس میں کوئی وقت محسوس نہیں ہوگی کام بھی کرتے رہو گے اور درود بھی پڑھتے رہو گے چنانچہ اس کلرک نے درود پڑھنا شروع کر دیا اور جب میں نے فارموں پر دستخط کرنے ختم کئے تو اس نے مجھے بتایا کہ میاں صاحب میں نے اتنی بار اس نے تین سو کے درمیان مجھے کوئی عدد بتایا درود پڑھ لیا ہے۔ اب دیکھو یہ ایک خیال ہی ہے۔ اگر آپ کو ہر وقت یہ خیال رہے کہ ہم نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے رب کے حضور نہایت انکساری کے ساتھ جھکتے ہوئے خرچ کرنا ہے تو آپ ایسا کر سکتی ہیں اور آپ کے کسی کام میں ہرج بھی واقع نہ ہوگا۔ آپ کھانا پکا رہی ہوتی ہیں آپ دیگچی میں چمچہ ہلا رہی ہوتی ہیں تا کہ مصالحہ بھون لیں تو آپ اپنے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھ سکتی ہیں آپ اپنے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ سکتی ہیں اسی طرح جو کھانا پک رہا ہوگا وہ کھانے والوں کے معدہ میں صرف مادی غذا ہی مہیا نہیں کرے گا بلکہ آپ کی دعاؤں کے نتیجے میں انہیں روحانی غذا بھی حصہ کے طور پر مادی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا بھی کھا رہے ہوں گے اور دعائیں ان کے بدن کا جزو بن رہی ہوں گی غرض آپ اپنے بچوں کو کپڑے پہنا رہی ہوتی ہیں آپ اپنے والدین خاوندوں یا دوسرے عزیزوں کے کپڑے دھو رہی ہوتی ہیں گھر میں صفائی کر رہی ہوتی ہیں یا دوسرے گھریلو دھندوں میں مصروف ہوتی ہیں تو ان کاموں کو انجام تک ضرور پہنچائیں لیکن ان کے ساتھ دعائیں بھی ضرور کرتے جائیں اس کے علاوہ دوسرے مخصوص (باقی صفحہ ۱۳ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۹۶ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

احمدی مستورات کا علیحدہ کامیاب پروگرام

رپورٹ از شعبہ رپورٹنگ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا سالانہ جلسہ اپنی پوری کامیابی کے ساتھ مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔ اس موقعہ پر مستورات کا علیحدہ پروگرام بھی کیا گیا۔

پہلا دن

پہلے دن پہلے وقت کا پورا پروگرام بذریعہ لاؤڈ اسپیکر مردانہ جلسہ گاہ سے سنا گیا۔ ازاں بعد ٹھیک ۲½ بجے مستورات کا پروگرام شروع ہوا اس اجلاس کی صدارت، محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فرمائی محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ خادم نے تلاوت قرآن کریم کی۔ محترمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام ؎

کیا التجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں

خوش الحانی سے سنایا۔

"سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک" اس عنوان پر خاکسار بشریٰ طیبہ نے تقریر کی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورت کی حالت کا مختصر خاکہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح عورتوں کی عزت کو قائم فرماتے ہوئے اسے جینے کا حق عطا فرمایا اس سلسلہ میں آپ کے ارشادات اور حسن سلوک کی مثال پیش کرتے ہوئے اس عنوان پر روشنی ڈالی۔

"اسلام میں پردہ کی اہمیت" اس عنوان پر محترمہ صادقہ اسد صاحبہ آف حیدرآباد نے تقریر کی۔ محترمہ نے سورۃ نور کی آیات کا ترجمہ سناتے ہوئے پردہ کی اہمیت بیان کی۔ پھر سیدنا حضرت مسیح موعود کے ارشادات اس بارہ میں سنائے اور بتایا کہ اسلامی پردہ عورت کی ترقی میں کوئی روک نہیں۔ پردہ میں رہتے ہوئے قرون اولیٰ کی عورتوں نے ہر طرح کے علوم و فنون حاصل کئے جنگوں میں حصہ لیا اور ہر طرح ترقی کی۔

بعدہٗ محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بہنوں سے خطاب فرمایا آپ نے جلسہ پر حاضر ہونے والی تمام بہنوں کو مبارکباد پیش کی آپ نے فرمایا کہ گذشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجلس شوریٰ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ زنانہ جلسہ گاہ کی چار دیواری اور لائبریری کے کمرہ کے لئے عورتوں میں چندہ جمع کریں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس منصوبہ کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ چار دیواری لائبریری کے کمرہ اور لجنہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر دفتر ریکارڈ روم، اسٹور روم بنانے کے لئے اخراجات کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ ہے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بہنوں کے اندر خدا کے فضل سے مالی قربانی کا جذبہ کارفرما ہے۔ بہنوں سے یہ رقم جمع کرنے کی تحریک کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ۲۸۰۰۰ روپے جمع ہو گئے ہیں جلسہ کے فوراً بعد کام شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے واپس جاکر اپنی اپنی لجنات میں تحریک کریں اور جلد از جلد رقم جمع کریں تاکہ کام پورا کیا جا سکے۔ اس کے بعد مردانہ پروگرام سنایا گیا۔

دوسرا دن پہلا اجلاس

دوسرے دن ۱۰-۲۰ بجے زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ازاں بعد محترمہ امۃ المتین صاحبہ آف یادگیر نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ؎

میدو شکار غم ہے تو مسلم خستہ جاں کیوں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر محترمہ شریں باسط صاحبہ آف کٹک کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "اسلام اور عورت" محترمہ نے اپنی تقریر میں اسلام سے قبل عورت کی حالت کا ذکر کیا۔ مختلف مذاہب کے عورت کے بارے میں نظریات سناتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ہر ملک میں عورتوں پر ظلم و ستم ڈھائے جاتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے حقوق کی حفاظت کی قرآن کریم کے حوالہ جات دیتے ہوئے محترمہ نے اسلام میں عورت کا مقام بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح اس زمانہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ذریعہ احمدی مستورات ترقی کے میدان میں قدم رکھ رہی ہیں۔ ازاں بعد "ظہور امام مہدی علیہ السلام" کے عنوان پر محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے تقریر کی آپ نے بتایا کہ تمام مذاہب میں آخری زمانہ میں ایک معلم کی پیشگوئیاں موجود ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں امام مہدی کے بارے میں سناتے ہوئے محترمہ نے امام مہدی کو پہچاننے کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان کا تفصیل سے ذکر کیا بعد ازیں قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس میں کی گئی امام مہدی کی پیشگوئی کی وضاحت کی اور غیر احمدیوں کے اس اعتراض کا کہ قرآن مجید میں امام مہدی کا ذکر نہیں جواب دیا۔

ازاں بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بعنوان "جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد" تقریر کی آپ نے اپنی تقریر کے شروع میں قادیان کی مقدس بستی میں جمع ہونے اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا یہ اجتماع دنیوی اجتماعات سے فرق رکھتا ہے۔ ہمارے یہ اوقات بہت قیمتی ہیں اس لئے زیادہ سے زیادہ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں اپنا وقت گذاریں آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس جو آپ نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دعائیں کیں ہیں سنایا۔

ازاں بعد محترمہ بشریٰ طاہرہ صاحبہ آف دہلی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام ؎ "کیا موج تھی جب دل نے جپے نام خدا کے" خوش الحانی سے سنا کر حاضرات کو محظوظ کیا ازاں بعد مردانہ جلسہ گاہ سے ایک تقریر سنی گئی۔

پھر محترمہ سراج سلطانہ صاحبہ نے بعنوان "صداقت حضرت مسیح موعودؑ" تقریر کی۔ محترمہ نے اپنی تقریر میں سچا مدعی پرکھنے کے پانچ اصول ضرورت زمانہ، ماموریت کے دعویٰ سے قبل کی زندگی، سچائی کی مخالفت ہونا ضروری ہے، سچے کی تائید اور جھوٹے کی پکڑ اور نبی کا خدا پر مستقل یقین پر تفصیل روشنی ڈالی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں سے الگزینڈر ڈوئی کے متعلق پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل کے طور پر بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق مختلف اخبارات کی آراء پیش کیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے دعویٰ کے متعلق اقتباسات سنائے۔

دوسرا دن - دوسرا اجلاس

ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ امۃ الباری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ؎

"جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے"

خوش الحانی سے سنایا نظم کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے تقاریر سنی گئیں۔ ازاں بعد محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ نے سیدنا حضرت المصلح موعودؓ کا منظوم کلام ؎

"عشق خدا کی مے سے بھرا جام لائے ہیں"

سنایا۔

QUAVADIS WITHER GOEST - THOU GEN. ZIA PRESIDENT OF PAKISTAN اس عنوان پر محترمہ نیز سلطانہ صاحبہ آف چنتہ کنٹہ نے تقریر کی۔ محترمہ نے اپنی تقریر میں پہلے مسٹر بھٹو کی قیادت میں اور اب صدر ضیاء الحق کی طرف سے احمدیوں پر کیے جانے والے ظلم و ستم کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ یہ جماعت کس طرح صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اور اس صبر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اُسے کس طرح نواز رہا ہے۔

تیسرا دن - پہلا اجلاس

زیر صدارت محترمہ احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آف حیدرآباد کارروائی کا آغاز ٹھیک ۱۰ بجے ہوا۔ محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ چیمہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ازاں بعد محترمہ بشریٰ مبارکہ صاحبہ آف حیدرآباد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام ؎

"اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے"
خوش الحانی سے سنایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ"
اس عنوان پر محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ گجراتی نے تقریر کی۔ محترمہ نے قوت قدسیہ کے معنی بیان کیئے۔ اور بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کی زندگی میں ہی سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ نے ہی عرب کے وحشیوں کو انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔

ازاں بعد محترمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے "خلافت رابعہ کی اہم تحریکات اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی محترمہ نے اپنی تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریکات داعی الی اللہ، تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء اور چندہ تحریک جدید کے اولین مجاہدین کا نام زندہ رکھنے۔ باشرح چندہ کی ادائیگی نمازوں کی پابندی۔ بیوت الحمد منصوبہ نئے مراکز یورپ کے لئے چندہ کمپیوٹر ٹائپ رائٹر مشین کے لئے۔ وقف جدید کو عالمی وسعت دینے کی تحریک۔ سیدنا بلال فنڈ اور توسیع مکان بھارت فنڈ کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے ان سے متعلق احمدی مستورات پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف بہنوں کی توجہ دلائی۔ بعد ازاں مردانہ جلسہ گاہ سے ایک تقریر کی گئی۔ پھر محترمہ حنیفہ حبیب صاحبہ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام
"تعریف کے قابل ہیں یارب تیرے دیوانے"
خوش الحانی سے سنا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ محترمہ شمیم اختر صاحبہ گیانی نے تقریر کی "مصائب وابتلا کے دور میں الہٰی جماعتوں کا صبر و استقلال"۔ محترمہ نے تمام انبیاء علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام پر مصائب وابتلاء کے دور کا تفصیلی ذکر کیا۔ اور حضور اکرم اور صحابہ کرام کے صبر و استقلال پر روشنی ڈالی۔ موجودہ دور میں جماعت احمدیہ پر آئے ابتلا کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کس طرح صبر و استقلال کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ یہ جماعت صبر کا دامن ہمیشہ تھامے رہے گی۔ اور دشمن کا انجام خواہ وہ کسی زمانہ کے ہوں ہمیشہ ایک جیسا ہوتا آیا ہے۔

اس کے بعد محترمہ امۃ المتین صاحبہ آف یادگیر نے "نبی اسلام اور خلافت رابعہ کا مقدس دور" کے عنوان پر تقریر کی۔ محترمہ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل اسلام کی حالت کا ذکر کر کے بتایا کہ سنت قدیمہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے خلفاء اور آپ کے عہد میں اسلام کا زندہ ہونا ثابت کرتے ہوئے اس جماعت کے جو تھے دور خلافت میں جماعت کی مخالفت اور اس کے مقابل پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریکات اور ان کے شاندار نتائج کا ذکر کیا۔

"بد رسومات کے خلاف اسلامی تعلیم"
اس عنوان پر محترمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ نے تقریر کی۔ محترمہ نے بتایا کہ شریعت کے تین بنیادی اصول قرآن مجید احادیث اور سنت نبوی کے علاوہ جو کام کیے جائیں وہ رسومات کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ رسومات کا خاتمہ کیا اور اسی غرض سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت عمل میں آئی۔ اس سلسلہ میں خلفاء کرام کے ارشادات سناتے ہوئے عورتوں میں پھیلی ہوئی رسومات کا تفصیلی ذکر کیا اور احمدی مستورات کو ان سے بچنے پر پرہیز کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

ازاں بعد محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ؎
اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے۔
سنا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔

تیسرا دن - دوسرا اجلاس

ٹھیک ½۲ بجے زیر صدارت محترمہ شریں باسط صاحبہ مہربان صدر لجنہ محترمہ امۃ المنان صاحبہ خادم کی تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ ازاں بعد محترمہ وسیم صدیقہ صاحبہ آف سکندر آباد نے حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام ؎
"خلق خدا کی مے سے بھرا جام لائے ہیں"
سنایا۔

محترمہ درثمین آف سرینگر نے
Opposition of Jamat-e-Ahmadiyya in Pakistan.
کے عنوان پر تقریر کی عزیزہ نے پاکستان میں ہونے والی حالیہ مخالفت اور جماعت کے مثالی صبر پر روشنی ڈالی۔

"احمدی مستورات اور مالی قربانیاں"
اس عنوان پر محترمہ راشدہ مرزا صاحبہ نے تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں قرآن کریم کے حوالہ جات کی روشنی میں قرون اولیٰ کی مستورات کی مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احمدی مستورات کی مثالی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد اختتامی پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے سنا گیا اور اجتماعی دعا میں شرکت کی گئی مستورات کے جلسہ میں زیادہ سے زیادہ حاضری ۸۲۰۰ رہی۔

غیر مسلم خواتین کی شرکت

لجنہ کی طرف سے مختلف اسکولوں میں جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے دعوت نامے بھجوائے گئے تھے چنانچہ تعلیم الاسلام کالج کی ۹۵ طالبات اور ٹیچرس نے دوسرے دن کے جلسہ میں شرکت کی نیز جمعہ کا خطبہ سنا اور نماز با جماعت کا نظارہ کیا اسی طرح پبلک اسکول کی اسٹاف نے بھی جلسہ میں شرکت کی اس کے علاوہ مختلف ۹۴ غیر مسلم خواتین نے مختلف اوقات میں جلسہ سالانہ سنا۔

صنعتی نمائش

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے دستکاری کی نمائش لگائی گئی جس میں قادیان۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ حلقہ الیٰ بن۔ اور کانپور کی لجنات کی طرف سے سامان بن کر آیا۔ حلقہ الیٰ بن اور کانپور نے اپنا سامان نمائش کو وقف کیا۔ شاہجہانپور کی لجنہ بھی از خود سامان تیار کروا کر لائیں اور انہوں نے از خود اسٹال لگایا۔ مستورات کی سہولت کے لئے لائحہ عمل سے ناصرات ولجنہ کی سلیبس کی کتب بھی رکھی گئیں۔ علاوہ ازیں نماز کی کیسٹ بھی رکھی گئیں جسے انہوں نے بہت پسند کیا اور فائدہ اٹھایا۔ نمائش پر اندر جانے کے لئے ٹکٹ بھی رکھی گئیں۔ جس سے قریباً ۱۵۰ روپے وصول ہوئے اسی طرح صنعتی نمائش کا سامان اندازاً ۳۲۴۰ روپے کا فروخت ہوا۔

مجلس شوریٰ

مورخہ ۱۹ دسمبر رات ½۷ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مجلس شوریٰ کا آغاز ہوا۔ عزیزہ مبارکہ بیگم نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مجلس شوریٰ میں مندرجہ ذیل ۲۹ لجنات کی ۶۰ نمائندگان نے شرکت کی۔ قادیان حیدرآباد۔ کٹک۔ ہبلی۔ برہ پورہ۔ کلکتہ۔ بلاری۔ کالی کولم۔ شاہجہانپور۔ مدراس۔ ساگر۔ سادھت واڑی۔ بھدرک۔ کیرنگ۔ شیموگہ۔ سکندرآباد۔ پنکال کرولی۔ ظہیر آباد عثمان آباد۔ بھاگلپور۔ چنتہ کنٹہ۔ یادگیر۔ بنگلور سمرو۔ دہلی۔ جڑچرلہ۔ موسیٰ بنی مائنز۔ کرونا گاپلی

مجلس شوریٰ میں لجنہ مرکزیہ قادیان کے دفتر لائبریری۔ اسٹور۔ مہمان روم۔ ریکارڈ روم اور زنانہ جلسہ گاہ کی چار دیواری کے لئے ایک لاکھ روپیہ ہندوستان کی لجنات سے جمع کرنے کی تحریک کی گئی۔ اس سلسلہ میں سرکلر تیار کر کے تمام نمائندگان جو آئی ہوئی تھیں ان کو دیئے گئے۔

۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر جماعت کی طرف سے خصوصی پروگرام کیئے جائیں گے۔ اس کے لئے ربوہ سے آئے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظور شدہ پروگرام کی روشنی میں لجنات بھارت کے لئے ایک پروگرام مرتب کر کے سرکلر تیار کر کے تمام نمائندگان کو دیا گیا۔

اس کے بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے تمام شعبہ جات کی سیکرٹریان نے اپنے اپنے شعبہ جات کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ پیش کیا اور نمائندگان کے سامنے اپنے مسائل جو ماہانہ رپورٹوں کو چیک کرنے میں پیش آتے ہیں بیان کئے اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے نمائندگان کو مفید مشوروں سے نوازا اور ہدایات دیں۔

تہجد و باجماعت نمازوں کا التزام

ان مبارک ایام میں مستورات کے لئے باجماعت نماز تہجد اور پنجگانہ نمازوں کے لئے مسجد مبارک بیت الفکر۔ اور دالان حضرت ام المومنین میں انتظام کیا گیا تھا۔ قادیان کی مستورات اور مہمان مستورات نے کثرت سے نمازوں میں شرکت کی۔

مخصوص اوقات میں بیت الدعا سے مستفیض ہوتی رہیں۔ خدا تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا کرے اور ہمیں کامیاب داعی الی اللہ بن کر پیاسی روحوں کو حیات جاودانی کے لازوال شربت سے سیراب کرانے والی بنا دے آمین۔

علمی سرقہ کی جسارت - بقیہ صفحہ

اوقات میں بھی دعاؤں پر زور دیں خدا الحق ادا کرنے کے علاوہ اکثر عورتیں اور مرد ایسے اوقات مقرر کر لیتے ہیں جن میں وہ نوافل ادا کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، لیکن یہ عادت کی بات ہے پس اس بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے اوقات کو دعاؤں اور عبادات میں خرچ کرنا ہے اگر آپ بہنیں ایسا کریں تو آپ صبح بیدار ہونے سے لے کر رات کو دوبارہ سونے تک اکثر حصہ وقت کا دعاؤں میں گذار سکتی ہیں اور یہ کتنی بڑی نیکی ہے جس سے آپ عدم توجہ کے باعث محروم رہتی ہیں بس میں تاکید سے پھر تاکید سے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے آپ بہنوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ دعاؤں پر زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں دعاؤں پر زور دیں اور اپنی زندگیوں کا ہر حصہ اور اپنے اوقات کا ہر لمحہ دعاؤں میں صرف کریں تاکہ ہمیں شیطان کو کوئی دخل ممکن نہ رہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شرح ڈاک کے متعلق ضروری اعلان

احباب جماعت اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے بند لفافہ میں بھجوائی جانے والی ڈاک کی شرح میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اب لفافہ پر ۶۰ پیسے کا ٹکٹ لگے گا۔ اور لفافہ کی قیمت ۱۰ پیسے شمار ہوگی یعنی کل ۷۰ پیسے کا ۱۰ گرام تک لفافہ ہوگا۔ اور پھر ہر دس گرام اضافہ پر ۴۰ پیسے کی ٹکٹ لگتی ہیں اس لئے احباب اس کے مطابق لفافوں پر ڈاک خرچ لگائیں تاکہ مرکز میں بیرنگ لفافے موصول نہ ہوں۔ اگر چند پیسوں کا بھی بیرنگ ہو جائے تو سپر ڈاکخانہ والے ایک روپیہ وصول کرتے ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہم بھارت کے لوگ

اپنی جمہوریہ کے محبوب آدرشوں

جمہوریت
سوشلزم
سیکولرزم
انصاف
آزادی
مساوات
اخوت
ہم آہنگی
اتحاد
سالمیت
امن اور
ترقی

کے علمبردار ہیں

ہم ہمیشہ اُن پر قائم رہیں گے

دعائے مغفرت

افسوس! خاکسار کے والد بزرگوار مکرم مولوی سید مبشر الدین احمد صاحب عرصہ پونے دو سال مختلف عوارض میں مبتلا رہکر مورخہ ۸۵/۱۲/۴ بروز اتوار رات کے ۸½ بجے بعمر تقریباً اسی سال کٹک ہسپتال میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن مورخہ ۸۵/۱۲/۵ کو انہیں اپنے آبائی قبرستان واقع موضع کوسمبی میں سپردِ خاک کیا گیا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور نجیب الطرفین تھے۔ بیک وقت صحابی کے بیٹے اور صحابی کے بھائی ہونے کا دوہرا شرف انہیں حاصل تھا۔ ۱۹۳۳ء میں پہلی مرتبہ قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر ۱۹۶۱ء سے لیکر ۱۹۸۳ء تک ہر سال جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی سعادت پاتے رہے۔ اس عرصہ میں دو بار خلافتِ ثالثہ کے بابرکت دور میں ربوہ جانے کا بھی انہیں شرف حاصل ہوا۔ بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ انتہائی سادگی سے زندگی بسر کی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بحیثیت کمپاؤنڈر قریباً تیس سال تک گورنمنٹ کی ملازمت کی۔ جہاں جہاں بھی رہے تبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان کے ذریعہ سے تاراکوٹ اڑیسہ میں ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ سونگھڑہ کی جماعت کے تو روح رواں تھے ابتداء میں مسلسل کئی سال تک سیکرٹری تبلیغ رہے اور بہت شاندار رنگ میں اس فریضہ کو انجام دیا۔ ان دنوں سونگھڑہ میں شدید مخالفت تھی، موصوف ڈٹ کر تمام مخالفین کا مقابلہ کرتے تھے۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی حیثیت میں بھی کئی سال تک متواتر محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ گورنمنٹ کی ملازمت سے فراغت کے بعد تقریباً چار پانچ سال تک بطور معلم وقفِ جدید اڑیسہ کے ایک علاقہ ارکھ پٹنہ میں آنریری خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر جب صحت کمزور ہو گئی تو اپنے گھر واپس آگئے اور بچوں اور خدام کی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن کوشاں رہے۔ احباب سے والد صاحب مرحوم کی مغفرت و بلندیٔ درجات اور ہم سب بھائی بہنوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ — خاکسار سید بشیر الدین احمد کارکن دفتر جائیداد قادیان۔

ضروری تصحیح

بدر مجریہ ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء صفحہ کالم ۳-۲ پر مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب بیجبہاڑہ کشمیر کی طرف سے زیر عنوان "والد بزرگوار مکرم سید محمد شاہ صاحب بیجبہاڑہ (کشمیر) کی وفات" جو خبر شائع ہوئی ہے کہ مکرم سید محمد شاہ صاحب مرحوم کی میّت قادیان لے جائی گئی اور بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کی گئی جبکہ یہ درست نہیں۔ مرحوم کی میّت کو عام قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا تھا نہ کہ بہشتی مقبرہ میں۔ قارئین اس کے مطابق اپنے پرچہ میں درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA – 700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279263

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

راچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

ELECTRIC CONTRACTOR

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6, GROUND FLOOR.

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY.

ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE:- 6348179 / RESI:- 629389 }

BOMBAY - 400099.

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) میں معیاری اور بارعایت

• گروسری • مٹھائیاں • کیسٹس - اور • تازہ سبزیوں

کی خرید کے لئے آپ کی اپنی دوکان :-

TAJ CASH AND CARRY

KLINGER STR. 9, 6000 FRANKFURT / MAIN.

PHONE :- 069-281801 — PROP. INAM AND ATA.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

کراچی میں

معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر: ۶۱۴۰۶۹)

ارشادِ باری تعالیٰ :-

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

یقیناً اصل دین خدا کے نزدیک اسلام ہے

(طالبِ دعا)

AUTOWINGS

آٹو ونگس

13 – SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS — 600004.

PHONES: 76360 / 74350

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ: کرسٹن احمد، گوہر احمد اینڈ برادرس ہاسٹاکسٹ جیولری ڈیلیرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاج دعا: اقبال احمد جاوید، بی برادران۔ بے این روڈ ٹائیلرز
ایجنٹ: جے۔ این انٹر پرائیسز

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE – 560002
PHONE NO. 228666

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے

(ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

گولڈ لک الیکٹرانکس

ایم مین روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایجنٹ فریزر۔ ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کے ڈیلر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM: MOOSA RAZA
PHONE: 605558
BANGALORE – 2.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
SHOE MARKET, MAYAPUL, HYDERABAD – 500002
PHONE No. 522969.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر: 42916 — ٹیلیگرام: "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز: ٹریکٹرز، ایل پی جی، سیلنڈرس، ہارن، بریکس وغیرہ۔

نمبر ۲۲-۲/۲/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"ہماری ساری ترقیوں کی جڑ انفاق فی سبیل اللہ ہے"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR ®

CALCUTTA – 15.

پیش کرتے ہیں:
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!